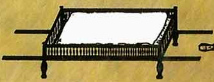

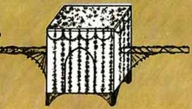

لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین محمد رسول اللہ صادق الوعد الامین

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی شہنشاہ ہے سچا کھولنے والا محمد اللہ کے رسول ہیں وعدے کے سچے اور امین

عن سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال،

قِیلَ لَہٗ قَدْ عَلَّمَکُمْ نَبِیُّکُمْ صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلَّ شَیْءٍ (الحدیث)

سُہاگ رات (زفاف)

جو

ساری دُنیاوی زندگی میں صرف ایک ہی دفعہ آتی ہے

جس کی اہمیت، پُرلطف بنانے کے طریقے، غلطیوں کے دُور رس اثرات و متفرق ہدایات اور متعلقہ دلچسپ قصے۔ جنسی اور نفسیاتی کمزوریوں کی تدابیر جو کہ کنوارے نوجوانوں بوڑھوں کے لیے یکساں مفید ہیں، سب باتیں صاف صاف الفاظ میں بیان کی گئی ہیں

مرتبہ:

حضرت صوفی محمد اقبال صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سہاگ رات

مرتّبہ

حَضرت اقدس صُوفی **مُحمّد اقبَال** صَاحب (مدنی)

معاونت خصوصی برائے ترتیب و کمپوزنگ
حضرت جناب آفتاب احمد (مدینہ منورہ)

ترتیب و کمپوٹر کمپوزنگ: محمد نور باری

مکتبہ اقبالیہ

نور حراء پبلیشرز

ای میل: noorbari786@gmail.com فون: 0092-312-2502281

١٢ ربیع الاول ١٤٤٤

الله

بسم الله الرحمن الرحيم

لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین محمد رسول اللہ صادق الوعد الامین

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی شہنشاہ ہے سچا کھول کر بیان کرنے والا محمد اللہ کے رسول ہیں وعدے کے سچے امین

عن سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال،
قیل لہٗ قد علمکم نبیکم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کل شئ (الحدیث)

(زفاف)
سُہاگ رات

جو
ساری دُنیاوی زندگی میں صرف ایک ہی دفعہ آتی ہے

جس کی اہمیت، پُرلطف بنانے کے طریقے، غلطیوں کے دُور رس اثرات و متفرق ہدایات اور متعلقہ دلچسپ قصے۔ جنسی اور نفسیاتی کمزوریوں کی تدابیر جو کہ کنوارے نوجوان بوڑھوں کے لیے یکساں مفید ہیں، سب باتیں صاف صاف الفاظ میں بیان کی گئی ہیں

مرتبہ: حضرت صوفی محمد اقبال صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ

نام سہاگ رات
مؤلف حضرت صوفی محمد اقبال صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ
تعداد گیارہ صد

ناشر
مکتبہ حضرت شاہ زبیر
جامع مسجد ابرار و خانقاہ اقبالیہ جلیلیہ
موبائل: ۰۳۰۰-۹۲۲۵۵۳۳

نَم كنومةِ العرُوس

یعنی نئی دُلہن کی طرح بے فکر آرام کرو

اِس کو پُرلطف بنانے کے طریقے

وصالِ محبُوب حقیقی کی پہلی رات (قبر)

یہ سُہاگ رات آخرت کی پہلی منزل ہے جس میں دُنیا کی سہاگ رات کو بڑا دخل ہے۔ یہ (قبر) کسی کے لیے دوزخ کا گڑھا اور کسی کے لیے جنّت کا باغ ہوتا ہے

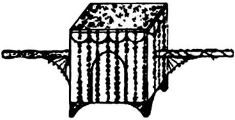

ہنسنے میں جو آنسو آتے ہیں نیرنگ جہاں دکھلاتے ہیں
ہر روز جنازے اٹھتے ہیں ہر روز براتیں ہوتی ہیں

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۔	مسافر کا حال	۹
۲۔	الحیاء شعبۃ من الایمان	۱۶
۳۔	حدیث پاک کے آداب کے بارے میں حضرت شیخ کا مزاج	۱۸
۴۔	صاف صاف الفاظ میں لکھنے کی دیگر وجوہات	۱۹
۵۔	انسان کی جامعیت	۱۹
۶۔	اسرار طہارت	۲۰
۷۔	سہاگ رات	۲۱
۸۔	سہاگ رات کی اہمیت	۲۱
۹۔	آخرت والی رات کی حقیقت	۲۲
۱۰۔	عالم برزخ کی مختصر وضاحت	۲۲
۱۱۔	قبر میں جانے سے پہلے تیاری	۲۵
۱۲۔	پر لطف پاکیزہ شہوت کی شکل میں ایک نرالی عبادت	۲۵
۱۳۔	ذکر اللہ کے بارے میں تلبیس	۲۷
۱۴۔	دنیا کی شرافت اور آخرت کا اعزاز حاصل کرنے والے	۳۰
۱۵۔	شادی سے پہلے کی تیاری	۳۳
۱۶۔	مذکورہ برے افعال کی دنیا اور آخرت میں سزا	۳۶
۱۷۔	توبہ اور استغفار میں فرق	۳۷
۱۸۔	قبر کے اندر کا معاملہ	۴۰

فہرست مضامین

۱۹۔ اللہ کے ولی کی روح کی محبوب حقیقی اللہ جل شانہ کے سامنے حضوری ۴۳
۲۰۔ مکتوب گرامی حضرت الحاج ڈاکٹر اسمٰعیل صاحب مدنی ۴۴
۲۱۔ صحبت کا مناسب وقت ۵۱
۲۲۔ بانی دار العلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کی سہاگ رات ۵۳
۲۳۔ اللہ والوں کی دنیا کا ایک نمونہ ۵۵
۲۴۔ ایک صاحب کی سہاگ رات ۵۶
۲۵۔ دوسرا واقعہ شگنوں کا دوپٹہ ۵۸
۲۶۔ تیسرا واقعہ گربہ کشتن روز اول ۵۸
۲۷۔ خلیفہ ہارون رشید کے لڑکے کا دل گداز قصہ ۶۰
۲۸۔ عرس کی وجہ تسمیہ ۶۷
۲۹۔ موت کی یاد میں قصائد عربی کا ترجمہ ۷۰
۳۰۔ مکتوب گرامی حضرت شیخ قدس سرہ ۷۳
۳۱۔ خاتمہ بالخیر ۷۹

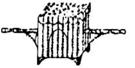

مسافر کا حال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَبَارَكَ الَّذِی بِیَدِہِ المُلكُ وھُوَ علٰی کُلِّ شیئٍ قَدِیر اَلَّذِی خَلَقَ المَوتَ والحیٰوۃَ لِیَبلُوکُم اَیُّکُم اَحسَنُ عَمَلاً. وَھُوَ العَزِیزُ الغفُور. وھُوالَّذی أدب حبیبَہ فَأحسن تأدیبہ و الصَّلٰوۃ و السَّلامُ علٰی امام المتَّقِین سیدنا وَمولانا محمدالذی قال الحیاء شعبة من الایمان وکان ھو أشد حیاء امن العذراء فی خدرھا

یعنی وہ خدا بڑی شان والا ہے جس کے قبضے میں تمام سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون شخص عمل میں زیادہ اچھا ہے اور وہ زبردست اور بخشنے والا ہے۔ (ترجمہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ)

اور وہ ذات ہے جس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی براہ راست خود بہت اچھی تربیت فرمائی اور درود و سلام ہو حضرت سیدنا و مولانا محمد پر جو متقیوں کے امام ہیں اور انہوں نے فرمایا ہے کہ حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے اور ان کے متعلق حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شرم وحیاء میں اس کنواری لڑکی سے بھی کہیں زائد بڑھے ہوئے تھے جو اپنے پردے میں ہو۔ حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ پردے میں ہونے کا مطلب بعض علماء کے نزدیک شب عروس کی طرف اشارہ ہے کہ کنواری لڑکی پہلی شب میں جس قدر شرمیلی ہوتی ہے وہ ظاہر ہے۔

امابعد۔ یہ مفید اور ضروری رسالہ آج چہار شنبہ ۲۲ رجب المبارک ۱۴۱۱ھ کو مسجد نبوی علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام میں شروع کیا۔ اس رسالہ کے لکھنے کیلئے دوستوں بزرگوں کا کافی عرصے سے اصرار تھا لیکن مجھے لوگوں کی طرف سے گالیاں اور لعن طعن کا خطرہ تھا اس لئے ہمت نہیں پڑتی تھی۔ اب میں اس حالت میں ہوں جس کے متعلق فرمایا گیا ہے۔ عدنفسک من اصحاب القبور یعنی اپنے کو مردوں میں شمار کر و للہذا اب مجھے کسی کی گالیوں کا دنیا میں تو فکر نہیں کہ

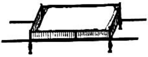

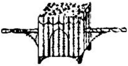

مردہ تو سنتا ہی نہیں اور آخرت میں انشاء اللہ نیک اعمال سے خالی ہاتھ والے کے لئے کچھ مفید ہی ہونگی لہٰذا میں نے اس شب میں پہلے استخارہ مسنونہ کیا پھر روضہ اقدس پر بعد سلام عرض کرنے کے توجہات کی درخواست کی پھر ریاض الجنۃ میں صلوٰۃ الحاجہ پڑھ کر اللہ کے پاک نام سے شروع کیا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے غلطیوں کو معاف فرمائے امت کے لئے نافع بنائے اور وہ راضی ہو جائے تو سب کچھ ہے۔ بندہ کی دنیاوی سہاگ رات تو گزر چکی۔ اب آنے والی رات کا فکر ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس میں روشنی اور راحت کا سامان کر دے۔ آمین

مقصد تحریر: اس تحریر کا اصلی مقصد تو وہی دنیاوی سہاگ رات یعنی بیوی کی پہلی ملاقات کے متعلق لکھنا ہے انشا اللہ تعالیٰ۔ کیونکہ اس اہم رات کے متعلق غیر مسلموں کی کتابیں مثلاً کوک شاستر، ہدایت نامہ خاوند، ہدایت نامہ بیوی اور جنسیات و نفسیات کے متعلق اردو میں کئی کتابیں موجود ہیں جن کو ضرورت مند لوگ پڑھتے ہیں۔ لیکن ہمارے حضرات علماء کرام کی اردو میں کوئی ایسی کتاب بندہ کے علم میں نہیں ہے اگرچہ عربی میں بزرگوں نے اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں اور ان میں متعلقہ آیات شریفہ اور احادیث مبارکہ کی تشریح فرمائی ہے لیکن اردو میں ان کا ترجمہ کرنے میں خدا معلوم کیا عذر ہے۔

میں نے پہلے ہی لکھ دیا ہے کہ اس رسالے پر مجھے بہت گالیاں سننے کا اعزاز اور شرف حاصل ہوگا۔ جبکہ یہ موضوع ایک عام ضرورت کی چیز ہے اور میاں بیوی کے تعلق کا معاملہ اتنا قدیم ہے کہ ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک جاری رہے گا پھر دوسری ہمیشہ کی زندگی میں ہمیشہ جاری رہے گا اور اس پر عمل در آمد کرنے میں اللہ جل جلالہ کی ناراضگی اور خوشنودی کے دونوں پہلو پائے جاتے ہیں عام طور سے خیال ہے کہ یہ پردہ کی باتیں ہیں ان کو بیان کرنے اور لکھنے میں شرم و حیاء مانع ہے اس خیال کے آتے ہی بندہ ذلیل کی غیرت کی رگ بھڑک جاتی ہے۔ اور بندہ شریعت کی عقلی حیاء کے مقابلے میں ان عرفی یا نرم لفظوں میں طبعی حیاء والوں کو سخت بے حیاء سمجھتا ہے اگر مفتی ہوتا تو ان باوقار حضرات پر چاہے کوئی محترم ہستی ہو کفر کا فتویٰ لگاتا مگر مثل مشہور ہے کہ خدا گنجے کو ناخن نہ دے۔ میں مفتی تو کیا ایک عام عالم دین بھی نہیں بن سکا حالانکہ جوانی کے زمانے میں علم حاصل کرنے کے وہ مواقع حاصل تھے جو بہت ہی خاص لوگوں کو

نصیب ہوتے ہیں پہلے بچپن میں بلوغت کی عمر کے قریب حضرت مولانا قاری ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی زمانے میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے مکاتبت اور حضرت حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلیفہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شفقتیں اور ان سے بیعت کا شرف حاصل ہو گیا انہوں نے پڑھانے کا وعدہ بھی فرمایا لیکن یہ شرط لگادی کہ پہلے میٹرک پاس کر لو میٹرک کے بعد حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حیات ہی میں تبلیغی جماعت میں شرکت (لہٰذا احقر کا تبلیغی جماعت سے تعلق ۵۰ سال سے ہے الحمد للہ علی ذالک) اور دیگر اسباب کی بنا پر جن کی تفصیل طویل ہے علم دین کی جلد تکمیل کے شوق میں ندوۃ العلماء لکھنو چلا گیا۔ وہاں کی سب سے بڑی شخصیت حضرت مولانا ابو الحسن علی دامت بر کاتہم اور ان کی وجہ سے حضرت مولانا عمران صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دار العلوم کی غیر معمولی توجہات حاصل ہو گئیں لیکن تھوڑا سا پڑھنے کے بعد تعلیم جاری نہ رہ سکی۔ دار العلوم دیو بند آنا پڑا۔

حضرت مولانا علی میاں صاحب کی وجہ سے وہاں کی سب سے اہم علمی شخصیت حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تو خصوصی توجہات حاصل ہو گیں۔ ساتھ ہی شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری بھی نصیب رہی۔ اور کچھ پڑھنا بھی ہو گیا۔ پھر کچھ حالات نے پلٹا کھایا جس کی لمبی داستان ہے جس میں تقسیم ملک بھی ہے۔ یہ سب باتیں اختصار کی وجہ سے چھوڑتا ہوں۔ پھر حصول علم ہی کے لئے مظاہر علوم حاضری دی اور حضرت مولانا علی میاں ہی کی وجہ سے وہاں کی سب سے بڑی علمی اور عملی شخصیتیں حضرت شیخ الحدیث صاحب اور حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب رحمہما اللہ کی خصوصی توجہات پہلے سے حاصل تھیں مگر علم کی تکمیل نہ ہو سکی۔ حضرت رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بندہ اپنی ناکامی پر رو پڑا تو حضرت نے فرمایا کہ فکر نہ کر۔ سن۔

" پڑھ پڑھ ہوئے پتھر لکھ لکھ ہوئے چور
جس پڑھنے سے مولا ملے وہ پڑھنا کچھ اور "

اس کے بعد اس لائن کی طرف سے ایک طرح کی یکسوئی ہو گئی اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ اور وقت کے دیگر بہت سے اولیاء اللہ کی خدمت میں حاضری رہی الحمد للہ ان کا حسن ظن اور شفقتیں حاصل ہوئیں جس کو وقت کے بزرگوں نے محسوس کیا۔ مثلاً

تقسیم ملک کے بعد جب مرکز نظام الدین میں تین ماہ قیام کے بعد ایک جماعت کے ساتھ مجھے پاکستان اپنی والدہ کی وجہ سے روانہ کیا گیا تو حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے ساتھیوں سے میرے متعلق فرمایا کہ "اس کا بہت خیال رکھیو کہ یہ سارے ہی بزرگوں کا منظور نظر ہے۔"

دینی ضرورت کی بنا پر ایک اور واقعہ بھی عرض کرتا ہوں۔

کہ رائے ونڈ کے ایک اجتماع میں حضرت جی مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے مجمع کے اژدھام کی وجہ سے مصافحے کرانے کا یہ انتظام کیا گیا تھا کہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ اور موجودہ حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب کو ایک کمرے میں بٹھلا کر کھڑکی میں سے مصافحہ کرایا گیا۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑکی کی سلاخوں میں سے دونوں ہاتھ باہر نکال رکھے تھے۔ اور لوگ باری باری حضرت کے ہاتھ کو چھو کر گزرتے جاتے تھے۔

اسی طرح جب میں نے ان کے دست مبارک چھونے چاہے تو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً اپنے ہاتھ اندر کھینچ لئے اور فرمایا کہ۔

"ایسے نہیں دوسری طرف سے اندر آکر ملاقات کرو"

یہ سنکر مجھے منتظمین اہتمام سے اندر لے گئے اور حضرت جی نے چارپائی پر بیٹھنے کا حکم فرمایا اور مصافحوں سے فارغ ہو کر باقاعدہ حال احوال پوچھا اور دعائیں دیں لیکن اپنی حالت درست نہ ہو سکی اور علم سے محرومی اپنی جگہ مسلم ہے لہٰذا اگر اس رسالے میں صاحب علم حضرات کوئی غلطی پائیں تو اس کو عجیب بات نہ سمجھیں اور اصلاح فرما دیں اور جو تحریر میں سختی پائیں اس کو معاف فرمادیں۔ اللہ غفور رحیم ہے۔

خلد میں مجرم الفت بھی پہنچ جائیں گے
تھام کر سلسلہ گیسوے پیچاں ان کا

یہاں تواضع کے رنگ میں نفس نے اپنی فضیلت تو بیان کروا ہی دی اللہ ہی نفس اور شیطان کے مکر سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔ رب انی مغلوب فانتصر۔ اب آخری وقت ہے ایک صاف بات وصیت کے طور پر عرض ہے کہ مجھ سے تعلق اور میری صحبت سے کسی نفع کی امید نہیں اللہ پاک کسی کو حسن ظن دیکر اسی ظن کی راہ سے نواز دے یہ دوسری بات ہے۔

مجھے بزرگوں کی طویل صحبت سے جو باتیں یاد ہوئیں وہ میں نے چند رسالوں میں لکھ دی ہیں ان میں اکثر مضامین اور عبارتیں اکابر کے کلام سے نقل کی ہیں۔

۱۔ اگر کسی کو صفائی باطن کی ضرورت ہو تو میرا رسالہ ام الامراض پڑھے اگر تصوف کو سمجھنا ہو تو رسالہ "محبت" کافی ہے اگر تصوف میں عمل کے لئے ذکر اذکار کی معلومات حاصل کرنی ہوں تو رسالہ صفالۃ القلوب و مجالس ذکر اور حضرت شیخ ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور اتباع اور محبت و عظمت رسول کو معلوم کرنا ہو تو العطور المجموعہ المعروف مجالس نشر الطیب بذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے مشائخ سے فیض حاصل کرنے کا طریقہ "رسالہ فیض شیخ" میں درج ہے۔ اور رسالہ اکابر کا سلوک واحسان کا اکثر حصہ حضرت شیخ کی آپ بیتی اور عوارف المعارف سے ہے۔

اپنے اکابر سے جو سلوک واحسان سے منقول ہے اس کو "اکابر کا سلوک واحسان" میں جمع کر دیا اس رسالہ پر حضرت مولانا ابو الحسن ندوی دامت برکاتہم نے تصوف کے بارے میں ایک بصیرت افروز مقدمہ لکھا ہے جو اس رسالہ سے الگ بھی چھپا اور حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے اس کو اتنا پسند فرمایا کہ اپنی تصنیف "شریعت اور طریقت کا تلازم" میں بھی جہاں تصوف کی حقیقت بیان فرمائی اس مقدمہ کو بھی وہاں نقل کروا دیا۔ اکابر کے تقویٰ اور تواضع کے قصے رسالہ "اکابر کا تقویٰ" میں جمع کر دیئے ہیں۔ حج کی اہمیت اور زیارت کی اہمیت کو رسالہ "عمدہ شرح زبدہ" اور "میاں دو کریم" اور نماز و تلاوت کا طریقت کی لائن کا طریقہ انوار الصلوٰۃ میں ہے اسی طرح فضائل لباس فضائل النساء چھوٹے چھوٹے مزید رسالے چھپے ہوئے ہیں جن میں بزرگوں کی سنی ہوئی اور ان کی تالیفات سے پڑھی ہوئی باتیں نقل کر دی ہیں۔

۲۔ حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کی اجازت کے بعد دیگر سلاسل نقشبندیہ۔ قادریہ چشتیہ کے بزرگوں نے اپنے اپنے خصوصی سلاسل کی اجازت دی۔ حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ اور بعض دیگر مشائخ نے بندہ کے عرض کرنے پر بعض حضرات کو اجازت دی الحمد للہ ان کی ترقی ہوئی۔ اور بہت سے لوگوں کو حضرت شیخؒ کے حکم سے اور دیگر بزرگوں کی ترغیب اور حکم سے بیعت کی اجازت بھی دی جن کی تعداد پینتیس و چالیس کے قریب ہوگی۔

اور حضرت مؤلف قدس سرہ کے بوقت وصال مجازین بیعت کی کل تعداد ۱۰۲ تھی جس کی تفصیل رسالہ وصال کے منظر میں ہے۔ (ناشر)

اور بعض حضرات بیعت تو ہوئے اور ان سے اب تک خصوصی تعلق بھی ہے لیکن اس نسبت کو ظاہر کرتے ہوئے شرمندہ ہوں ۔ انکو اکابرین سے بھی اجازت ہے ان کو چاہئے کہ ان ہی کے نام سے سلسلہ چلائیں میرا نام بیچ میں آنے سے سلسلے کی بدنامی اور دینی نقصان ہے انشاء اللہ آخرت میں ان کے تعلق کا فائدہ مجھے پہنچ ہی جائیگا اسی طرح بہت دیگر مجازین جو ماشاللہ کام میں لگے ہوئے ہیں ان کی ترقی کی توقع ہے اپنے اپنے وقت پر خود لوگوں کو معلوم ہو جائیگا اور لوگ ان سے فائدہ حاصل کریں گے اس سلسلے میں ریکارڈ رکھنا یا فہرست کا اندراج وغیرہ کا اہتمام کرنے میں بزرگوں کا مختلف معمول رہا ہے ہمارے حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کا معمول اہم باتوں کو روزنامچہ میں درج کرنے کا بہت اہتمام تھا بلکہ روزنامچہ میں بعض دفعہ بظاہر عام باتیں بھی ملیں گی جن کی اہمیت ظاہر نہیں ہے لیکن اجازت کا مسئلہ جو کہ حضرت کے ہاں بہت ہی اہم اور نزاکت کا تھا جس کی اہمیت میں یہاں تک فرما دیا کہ بعض کو اجازت دینے کا تقاضہ ہوتا ہے مگر مجھے اس کی اجازت نہیں ملتی اور بعض کے متعلق خیال بھی نہیں ہوتا لیکن میں مجبور کیا جاتا ہوں ۔ گویا اس میں اشارہ غیبی والہام کو دخل ہے اس کے باوجود اس اہم امر کو روزنامچہ میں درج کرنے کا اور اس کا چرچہ کرنے کا بالکل اہتمام نہیں تھا اس طرز عمل سے احقر یہ سمجھتا ہے کہ اول تو معاملہ ظنی ہے دوسرے جس سے اللہ تعالیٰ نے کام لینا ہو گا اس کو خود ظاہر کر دیا جائے گا

اور بعض کو مخفی رکھنے میں حکمت ہوگی بلکہ جن سے کام لیا جاتا ہے یہ بھی اس کی قبولیت کی یقینی علامت نہیں کہ اللہ تعالیٰ رجل فاجر سے بھی اپنے دین کی خدمت لے لیتا ہے اس کی وجہ سے لوگ جنت میں چلے جاتے ہیں اور وہ محروم رہتا ہے کیونکہ مجاز کو کسی کے دین میں تصرف کرنے کا ایک طرح کا اختیار دینا ہے ۔ چاہے ہدایت کے راستے پر لگا دے ۔ چاہے گمراہ کر دے یا اپنے آپ کو کچھ سمجھ کر تباہ کر لے ان سب اکابرین اور متعلقین کے حسن ظن اور محبت اور شفقت کو اللہ پاک کی ستاری اور کرم کا نشان سمجھتا ہوں مندرجہ بالا اظہار فضیلت کو اللہ کریم اپنے کرم سے تحدیث بالنعمہ میں شمار فرمالے تو اس کے کرم سے بعید نہیں ۔ آئندہ آنے والے مضمون کی

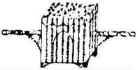

ضرورت اور ایک محترم بزرگ کے حکم کی وجہ سے لکھنا پڑا۔ اللہ معاف کرے اب اصل موضوع شروع کرتا ہوں جس کے تین عنوان ہیں۔ الحیاء شعبۃ من الایمان. الدنیا مزرعۃ الاخرہ. سہاگ کی رات اور قبر کی رات اور متفرق قصے۔

نوٹ: حضرت مؤلف قدس سرہ نے اپنے وصال سے چند ماہ قبل چند جگہوں پر عبارات حذف فرمائیں اسی ترمیم شدہ نسخے کے مطابق کتاب کو شائع کیا جارہا ہے۔ (از ناشر)

فہرست مضامین

الحیاء شعبۃ من الایمان

حضرت شیخ الحدیث رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ " خالق اور مخلوق کے ساتھ معاملات میں حیاء پر ایک مستقل مدار ہے حدیث پاک میں وارد ہے کہ جب تجھ سے حیاء جاتی رہے تو جو چاہے کر گزر۔

حیاء کی کئی قسمیں ہوتی ہیں ایک کرم کی حیاء کہلاتی ہے۔ دوسری قسم عاشق کی اپنے محبوب سے شرم کی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ اس کے سامنے بات کرنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ تیسری قسم بندگی کی شرم ہوتی ہے کہ بندگی میں اپنے آپ کو قاصر پائے اور مولا سے شرم میں بڑھتا جائے چوتھی قسم خود اپنی ذات سے ہوتی ہے۔ کہ آدمی ہمت سے کسی کام کو شروع کرے اور اس میں کوئی نقص رہ جائے تو اپنے سے خود شرم آنے لگتی ہے کہ ذرا سا کام نہ ہو سکا کہتے ہیں کہ یہ شرم کا اعلیٰ درجہ ہے " جو شخص اپنے سے شرماتا ہے وہ دوسرے سے بطریق اولیٰ شرمایا کرتا ہے۔

لیکن حیاء کی یہ اقسام طبعی ہیں کم و بیش ہر انسان میں پائی جاتی ہیں لیکن حیوانوں میں نہیں پائی جاتیں۔ خصوصاً خنزیر کے متعلق ہے کہ اس میں حیاء کا بالکل اثر نہیں ہے۔ اسی طرح بعض انسان بھی حیوانوں کی طرح بے حیاء ہوتے ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر بھی ہوتے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے۔

اُولٰٓئِكَ كَالْأَنعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ اور لَقَدْ خَلَقْنَا الاِنْسَانَ فِی اَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِين

حدیث پاک میں حیا کو ایمان کا ایک شعبہ فرمایا گیا ہے اور ایک حدیث میں ہے۔

«الايمَان و الحياء قرنا جميعا فاِذا رَفَع احدهُما رفع الاخر» (رواه الحاكم و البيهقی)

یعنی ایمان اور حیاء دونوں اکٹھے ہیں جب کہ ایک نہ رہے تو دوسرا بھی چلا جاتا ہے۔ اوپر کی حدیث پاک کا یہی مطلب معلوم ہوتا ہے کہ اگر حیا نہ رہے تو جو چاہے کر گزر۔ لیکن ایمان کسبی عمل ہے اور حیاء ایک طبعی چیز ہے اس کو ایمان کا شعبہ کیسے قرار دیا گیا؟ اس کے جواب میں علماء نے فرمایا ہے کہ حیاء کی دو قسمیں ہیں ایک طبعی جس کا ایمان سے تعلق نہیں انسانیت سے تعلق ہے۔ دوسری عقلی وہ ایمان سے ہے۔ اور کسبی اعمال ہیں۔ حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کے ایک ارشاد کا

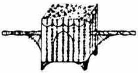

مفہوم یہ ہے کہ جو حیاء ایمان کا شعبہ ہے اس سے مراد حیاء کے ثمرات اور نتائج ہیں جو کہ اختیاری اور کسبی اعمال ہیں خلاصہ یہ ہے کہ اگر حیاء کا نتیجہ عمل میں عقل اور شرع کے مطابق نکلتا ہے یعنی اس کا دخل کسی بھی حرکت وسکون بات چیت کرنے یا نہ کرنے میں ہو تو ایمان کی بات ہے اور یہ مطلوب حیاء ہے۔ اور اگر عقل اور شرع کے تقاضے کو طبعی حیاء مانع ہو جائے تو وہ حیاء نہیں بے حیائی ہے اور ایمان کے خلاف ہے۔

نوٹ: حضرت مؤلف قدس سرہ نے اپنے وصال سے چند ماہ قبل چند جگہوں پر عبارات حذف فرمائیں اسی ترمیم شدہ نسخے کے مطابق کتاب کو شائع کیا جارہا ہے۔ (از ناشر)

حدیث پاک کے آداب کے بارے میں حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کا مزاج

اس بارے میں حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کا ملفوظ طلباء کی تربیت اور درس کے. آداب کے سلسلے میں آپ بیتی سے نقل کرتا ہوں فرماتے ہیں "اس ناکارہ کی عادت (درس حدیث پاک کے دوران) یہ تھی کہ کتاب الحدود وغیرہ کی روایات میں جو فحش لفظ آگیا یا جیسے انکتھا یا امصص بظر اللات وغیرہ الفاظ انکا اردو میں لفظی ترجمہ کرنے میں کبھی تامل نہیں ہوا۔ میں نے کنایہ سے ان الفاظ کا ترجمہ کبھی نہیں بتایا میرے ذہن میں یہ تھا کہ جیسا اردو میں انکا ترجمہ ہے ویسے ہی عربی میں ان کے اصل الفاظ ہیں۔ میں اپنی ناپاک اور گندی زبان کو سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پاک زبانوں سے اونچا نہیں سمجھتا تھا لیکن اسباق کے شروع میں اپنے اصول عشرہ میں اس پر نہایت شدت سے متنبہ کرتا تھا کہ فحش الفاظ پر اگر کوئی شخص ہنسا جس سے حدیث پاک کے ترجمہ کے بجائے گالی بن جائے تو سبق ہی میں پٹائی کروں گا اور میں خود بھی ترجمہ کرتے ایسا منہ بناتا تھا جیسا بڑا غصہ آرہا ہو جس کی وجہ سے اول تو طالب علم کے ہنسنے کی ہمت نہیں پڑتی تھی لیکن اس پر بھی کوئی بے حیاء تبسم بھی کرلیتا تو میں اس کی جان کو آجاتا تھا یعنی ان پاک الفاظ کو اپنی بے حیائی سے یا تو گالی بنانا ہوا یا خاموش اور کنایہ اشارہ سے بیان کر کے نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ اپنے کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مہذب ظاہر کرنا ہوا جو کہ سخت کفر کی بات ہے اور کفر کے احتمال سے بھی بچنا چاہئے۔ اگر بالفرض کسی کو حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کے مزاج اور رائے مبارک سے اختلاف بھی ہو تو کفر کے احتمال ہونے سے انکار نہیں ہوسکتا۔

سید الکونین فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاء کا ذکر تو خطبہ میں آچکا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شرم وحیاء اس کنواری لڑکی سے بھی زیادہ تھی جو شب عروس میں ہوتی ہے۔ ہم نے الحمدللہ اپنے مرشد پاک اور اپنے دیگر بزرگوں کو حقیقی شرعی حیاء، حقیقی وقار، حقیقی تقویٰ و اخلاق میں بہت بڑھا ہوا دیکھا اسی طرح مردہ دل والوں کی طرح سے عرفی حیاء اور متکبرین کی طرح کا عرفی وقار اور ریاکاروں کی طرح سے عرفی اخلاص سے، بہت دور پایا۔ اللہ جل جلالہ کے احکام کی نافرمانی اور ان کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اتباع کی مخالفت۔ یہ حضرات نہیں برداشت کرتے دین ہی کی خاطر کسی چیز کو بظاہر نظرانداز کرنا اور اوپر

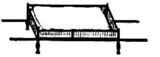

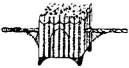

سے بر داشت کر لینا دوسری بات ہے افسوس ہے کہ آج کل ہم لوگ سنتوں پر عمل کرنے میں بھی نافرمانوں اور بے حیاؤں سے حیاء کرتے ہیں حیاء والے بزرگوں سے حیاء نہیں کرتے جیسے کوئی جانور کے سامنے ستر اور پردہ کرے اور انسان سے کوئی پردہ نہ کرے۔

صاف صاف الفاظ میں لکھنے کی دیگر وجوہات۔ اس رسالہ میں دین کی باتیں حقیقی حیاء کے تحت صاف صاف بیان کی جائیں گی عرفی حیاء اور گندی ادبیت کا لحاظ نہیں ہو گا صاف صاف لکھنے میں ایک مصلحت اور بھی ہے کہ دوسری قبر والی رات جس سے کسی کو مفر نہیں سر پر کھڑی ہے لیکن اس کی تیاری اور اس پر التفات نہیں ہمارے نفوس دنیاوی سہاگ رات سے متعلقہ باتوں سے بہت زیادہ مانوس ہیں اس کا بیان اگر صاف صاف لفظوں میں کیا جائے تو دل میں خوب اترتا ہے۔ اور دل قبول کرتا ہے۔ بندہ کا خیال ہے کہ اس دلچسپ اور مرغوب لیکن شرعی لحاظ سے ضروری تذکرے کی شیرینی کے ساتھ ساتھ موت کی یاد بھی ہمارے نفوس میں اتر جائے غالبًا اسی وجہ سے حضرت مولانا روم اور بزرگوں نے ایمان افروز اور معرفت کی باتوں کو خواہشات اور نفس کی مرغوب مثالوں کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور اس رسالہ کی تیسری وجہ یہ بھی ہے کہ اس موضوع پر جس طرح عربی زبان میں قرآن وسنت کی روشنی میں بزرگوں نے لکھا ہے اردو میں صاف صاف ایسی وضاحت کی کتب نہیں ہیں زیادہ سے زیادہ حقوق زوجین اور عام معاشرت کی باتوں کا ذکر ہوتا ہے اس رات کے شرعی آداب بیان نہیں ہوتے خصوصًا مباشرت کے آداب اور طریقے کا ذکر نہیں کرتے اول ان کو اس میں اپنی حیاء مانع ہوتی ہے اور اس حیاء کو بندہ تکبر اور بے حیائی کہتا ہے۔

انسان کی جامعیت۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے جامع صفات بنایا ہے اس میں عبادت طہارت وغیرہ ملکوتی صفات رکھی ہیں ایسے ہی نفسانی خواہشات شہوات وغیرہ بہیمیت کی صفات بھی رکھی ہیں اور مثل درندوں کے غضبی صفات غصہ وغیرہ بھی رکھا ہے اور اسی طرح قوت واہمی (نظری) اور شیطانی جس کے غلبے سے تکبر اور عجب وغیرہ ظاہر ہوتا ہے لیکن ہر صفت پر شریعت کا کنٹرول اور اس کے احکام کے تحت اعتدال میں رکھنے کا حکم ہے جس پر عمل کر کے انسان کی ساری زندگی عبادت بن جاتی ہے۔ اور انسان کامل بندہ کہلاتا ہے۔ اسی جامعیت کی وجہ سے

حضرت انسان فرشتوں سے افضل ہے جبکہ ان پر شرعی کنٹرول ہو اسی کو اصلاح کہتے ہیں اور انہیں صفات میں آزادی کی وجہ سے انسان حیوانات سے بدتر ہو جاتا ہے۔ کبھی کفر کبھی فسق وفجور میں مبتلا ہوتا ہے تقویٰ بھی اسی اعتدال اور بچ کر چلنے کو کہتے ہیں جس کے بڑے فضائل ہیں۔ حتیٰ کہ تقویٰ پر معیت خداوندی اور ہر مشکل سے نجات اور بے گمان رزق کا ملنا وغیرہ دنیا میں اور آخرت میں ہر غم اور خوف سے نجات پا کر ہمیشہ کے لئے جنت کا مقام۔ یہ تقویٰ انہیں شہوات وغیرہ کی موجودگی میں ظاہر ہوتا ہے گویا شہوات تقویٰ کی بھٹی کا ایندھن ہے اسی سے تقویٰ روشن ہوتا ہے اور فرشتوں میں یہ صفات نہ ہونے کی وجہ سے وہ متقی نہیں کہلاتے۔ اور جو شہوات کے اندر بچ کر نہ چلے وہ دنیا میں پریشان رہتا ہے اور معافی نہ ملے تو دوزخ کا مقام۔ اور ہر صفت کے متعلقہ احکام کے عمل کے لئے علم کی ضرورت ہے۔

اسرار طہارت. جب کوئی صفت غالب ہو جائے تو اس غلبے کے ازالے کی ضرورت پڑتی ہے چنانچہ عبادت کے لئے ملکوتی صفت کی ضرورت ہے اس لئے طہارت کا حکم دیا گیا ہے کھانا پینا بھی بہیمی تقاضہ ہے اس کے نتائج کا غلبہ یعنی پیشاب وغیرہ کی حاجت ہوتی ہے تو عبادت سے پہلے وضو کا حکم دیا گیا ہے اور جماع کے نتیجے میں سارے جسم پر بہیمیت کا غلبہ ہوتا ہے اس کے ازالے کے لئے غسل فرض کیا گیا چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ تحت کل شعرۃ جنابۃ۔ یعنی ہر بال کے نیچے ناپاکی (حکمی) ہے۔ جدید اطباء کی تحقیق ہے کہ جب جوش سے مادہ منویہ خارج ہوتا ہے تو جسم کے ہر مسام سے ایک زہریلہ مادہ ہارمون کی شکل میں نکلتا ہے اس کا دھونا ضروری ہے ورنہ چند گھنٹوں بعد وہ واپس جسم میں چلا جاتا ہے جو کہ مضر ہے۔

ذکی الحس نفیس طبع خصوصاً ذاکر آدمی خود محسوس کرتا ہے کہ نجاست خفیفہ حکمیہ یعنی بے وضو ہونا اور نجاست غلیظہ حکمیہ بے غسل جنبی ہونے اور ان کی طہارت میں ایک صاف فرق ہوتا ہے اور قرآن پاک چونکہ اللہ پاک کی صفت ہے اس کو چھونے کیلئے پڑھنے کیلئے وضو غسل کی ضرورت ہے لیکن اس سے پورا استفادہ حاصل کرنے کیلئے باطنی رذائل اور نجاستوں کے ازالہ کی بھی ضرورت ہے جس کے ازالہ کیلئے خلوت میں ذکر شغل اور اطباء روحانی کی صحبت کی ضرورت ہے۔

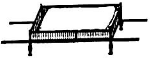

دنیا کی سہاگ رات اور آخرت کی پہلی منزل کو حقائق کے نام سے درج کیا جاتا ہے۔
دنیا کی سہاگ رات کے نمبرات کو الف اور آخرت کی پہلی منزل کو ب لکھیں گے۔

حقیقت اول (الف) . سہاگ رات :

وَمِن اٰیٰتِه اَن خَلَقَ لَکُم مِن اَنفُسِکُم ازواجاً لَّتسکُنُوا اِلَیھا وَجَعَلَ بینَکُم مَودَّۃً وَّ رَحمۃً اِنَّ فِی ذٰلِك لاٰیات لِقَوم یَّتَفکَّرُون (الروم ۲۱)

ترجمہ. اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ بنادیئے تمہارے واسطے تمہاری قسم سے جوڑے کہ چین سے رہوان کے پاس اور رکھا تمہارے بیچ میں پیار اور مہربانی البتہ اس میں بہت پتے کی باتیں ہیں ان کے لئے جو دھیان کرتے ہیں۔

یعنی مرد عورت کے تعلق میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کو اپنی نشانیوں میں سے شمار فرمایا کہ مردوں میں انہی کا جوڑا نکالا (روایت میں آیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بنایا۔ پھر انہی کے پہلو سے حضرت حوا علیہا السلام کو نکالا تاکہ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے انس کا سبب بنے پھر ان دونوں میں اپنی قدرت سے دلوں میں پیدائشی طور پر آپس میں محبت رکھ دی اس جوڑے کا آپس میں محبت کا سلسلہ ان کی ساری اولاد میں چلا آرہا ہے) مرد کے لئے اللہ پاک کے حکم کے مطابق نکاح کے ذریعے جو بیوی بنتی ہے ان میاں بیوی کے دلوں میں قدرتی طور پر آپس میں محبت اور انس ہو جاتا ہے اور وہ ایک دوسرے کے لئے رحمت اور پیار کا باعث بنتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جیسے میاں بیوی میں نکاح کے ذریعے محبت ہو جاتی ہے ایسی کوئی محبت دیکھنے میں نہیں آتی۔ (ابو داؤد)۔ اور اس رشتے کا نفسیاتی اثر دور تک پہنچتا ہے جس کے مطابق شریعت نے احکام رکھ دیئے مثلاً نکاح ہوتے ہی بیوی کی والدہ (یعنی ساس) ماں کی طرح شوہر کی محرم بن جاتی ہے۔ اور شوہر کا باپ (یعنی سسر) والد کی طرح بیوی کا محرم بن جاتا ہے یہ محض ضابطے کا معاملہ نہیں ہوتا بلکہ اللہ پاک کی قدرت سے تعلقات اور رشتوں میں محبت اور حرمت نفوس میں خود بخود جاگزین ہو جاتی ہے۔ یہ رشتے باپ بیٹی اور ماں بہن کی طرح ہو جاتے ہیں۔

حقیقت الف (۲) . سہاگ رات کی اہمیت. یہ رات مندرجہ بالا عظیم تغیر اور تعلق کی

پہلی رات ہے جو عمر میں صرف ایک بار آتی ہے۔ اور جیسا کہ مثل مشہور ہے اس کا اثر پتھر کی لکیر کی طرح بہت گہرا ہوتا ہے اگر اچھا اثر پڑا تو اسکا ساری عمر اچھا اثر رہے گا۔ اگر برا اثر پڑا تو اس کے اثرات ساری زندگی پر ویسے ہی پڑیں گے اس لئے پہلی رات کے آداب کا لحاظ شرعی لحاظ سے نفسیاتی لحاظ سے اور جنسی و جسمانی لحاظ سے پورا پورا کرنا چاہئے بلکہ رات آنے سے پہلے متعلقہ آداب کے انتظامات اور اس کا علم ضروری ہے اور اس کے لئے پہلے سے تیار ہونا چاہئے کیونکہ بعض چیزیں وقت پر نہیں ہو سکتیں۔

حقیقت ب (۱) . آخرت والی رات کی حقیقت اور اس کی اہمیت:

دنیا کی سہاگ رات بہت سے ناظرین کی تو گزر چکی پھر دوبارہ نہیں آئے گی اور بعض لوگ قصداً یا بلا قصد اس سے محروم ہی رہتے ہیں لیکن آخرت کی پہلی رات سے کسی بشر کو مفر نہیں۔ کل نفس ذائقہ الموت ثم الینا ترجعون۔ تو اللہ پاک کا ارشاد ہے لیکن موت سے انکار تو کسی کافر کو بھی نہیں سر پر کھڑی ہے۔

البتہ موت کے بعد حالات جو ثم الینا ترجعون یعنی پھر تم ہمیں ملو گے اس کا تو کفار کو یقین نہیں لیکن ہم مسلمانوں کا ایمان ہے اللہ پاک سے ملنے کی پہلی رات آنی ہے جس کو ذرا بھی شک ہو وہ مسلمان نہیں اور حدیث پاک میں اس کی جو تفصیلات آئی ہیں اس پر بھی یقین ہے وہ پہلی رات قبر کی رات ہے یہ قبر صرف اس گڑھے کو نہیں کہتے جس میں مردے کو دفن کیا جاتا ہے بلکہ یہ ایک دوسرا عالم ہے جو ہماری نظروں سے اوجھل ہے اگرچہ مردے کو جہاں دفن کیا جاتا ہے اس جگہ کو یا جہاں بھی جسم کی اجزاء ہوتے ہیں ہماری نظروں سے اوجھل والے دوسرے عالم سے خصوصی تعلق ہوتا ہے یہاں اس کا مختصر حال لکھتے ہیں۔

حقیقت ب (۲) . عالم برزخ کی مختصر وضاحت: مرنے کے بعد تین منزلیں آنے والی ہیں پہلی منزل مرنے کے وقت سے لیکر قیامت تک کی ہے اس کو عالم برزخ کہتے ہیں مرنے کے بعد آدمی کا مادی جسم چاہے زمین میں دفن کیا جائے اور گل سڑ کر مٹی میں مل جائے چاہے جلا کر راکھ کر دیا جائے سمندر میں ڈوب جائے اور سمندر کی مچھلیاں اسے کھا جائیں چاہے جنگل کے آدم خور درندے اور پرندے اس کی بوٹیاں نوچ نوچ کر کھا جائیں لیکن اس کا مثالی جسم اور روح

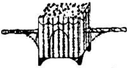

کسی صورت میں فنا نہیں ہوتی۔ صرف اتنا ہوتا ہے کہ وہ ہماری اس دنیا سے منتقل ہو کر ایک دوسرے عالم میں چلی جاتی ہے جو ہم سے غائب ہے صرف صحیح حدیثوں اور سچی خبروں کی وجہ سے ہمارا اس عالم پر ایمان ہے مرنے والے پر عذاب اور ثواب اسی عالم میں ہوتا ہے ہم کو اگرچہ وہ عذاب یا ثواب محسوس نہیں ہوتا جیسا کہ سونے والے کو عالم خواب میں راحت و تکلیف وغیرہ کے مختلف معاملات پیش آتے ہیں اور اس کے پاس جاگنے والے کو کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا۔

اس میں اور دنیاوی سہاگ رات میں ایک فرق اور بھی ہے کہ دنیاوی سہاگ رات اگرچہ یقینی نہیں ہوتی مگر اس کا مقررہ وقت اور تاریخ پہلے سے معلوم ہوتی ہے لیکن قبر کی رات جو کہ یقینی ہے اس کا مقررہ وقت بھی یقینی ہے ٹل نہیں سکتا ایک منٹ بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتا مگر انسان کو اس مقرر وقت کی پہلے سے اطلاع نہیں دی گئی ہر تندرست و بیمار پر اچانک آ جاتا ہے جیسا کہ جلتا ہوا بلب ایک دم فیوز ہو جاتا ہے۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں
ہے یہ موت ایک عجیب سر کہ صفائے عقل ہے یاں کدر
یہ ہے تیرے وقت کی منتظر تجھے اس کا وہم و گمان نہیں
یہ جھپٹ کے تجھ پہ جب آئے گی تو بنے گی کچھ نہ بن آئے گی
یہ عزیز جاں یوں ہی جائے گی کہ قضا سا پیک رواں نہیں
مگر اک حیات حیات ہے وہی جس میں سب کی نجات ہے
یہی بات سننے کی بات ہے اسی بات کا تو دھیان نہیں
جو نبی کے عشق کا خار ہے وہ گلوں کا تاج و قار ہے
یہ بہار اک ایسی بہار ہے کبھی جس میں دور خزاں نہیں

اس قسم کے اشعار ہم لوگ پڑھتے رہتے ہیں اور اسی کے مطابق واقعات کو بھی دیکھتے رہتے ہیں لیکن اللہ پاک کی عجیب قدرت اور قہاریت ہے کہ ان اشعار اور ان واقعات کو سر دھن دھن کر اپنی زبان سے بیان کیا جاتا ہے اور آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے لیکن اس کی فکر بہت کم ہوتی ہے کہ یہی واقعہ ہمارے ساتھ پیش آنیوالا ہے اسی لئے ہمارے اعمال اور افکار میں کوئی فرق

نہیں پڑتا گویا یہ واقعات دوسروں کے ساتھ ہی ہوتے ہیں بس ایک درجے کا خیال ہوتا ہے دیکھا جائے گا جب کبھی ہو گا ابھی تو اچھی اور خیر کی باتیں سوچیں۔

ہمارا ایمان امورِ غیبیہ فرشتے، مرنے کے بعد اٹھنا، دوزخ، جنت وغیرہ ہمیشہ کی زندگی پر سرسری سا ہے جس کو ایمان مجازی کہنا چاہئے لیکن مجازی ایمان ہوتا پورا ہی ہے جبکہ دل میں کسی چیز کا انکار نہیں اور انشاءاللہ اسی ایمان سے نجات بھی ہو جائے گی مگر ایسے کمزور ایمان کا ہر وقت ٹوٹنے اور دنیا کے مقابلے میں مغلوب ہو جانے یا بک جانے کا خطرہ رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کو محفوظ رکھے آمین۔

آخروقت میں اس کے ٹوٹ جانے سے خاتمہ خراب ہوتا ہے جس کا پھر کوئی علاج نہیں لہٰذا ابھی سے حقیقی ایمان اور یقین حاصل کرنے کی کوشش اور فکر میں لگ جانا چاہئے جس کا کامیاب اور مجرب طریقہ اہل یقین کی صحبت اور کثرت سے اللہ پاک کو یاد کرنا ہے۔ جس طرح علم دین کو حاصل کرنے کا طریقہ ایک دور میں صرف زبانی تعلیم اور زبانی روایات کا تھا پھر ضرورت کی بناء پر علم دین کی باقاعدہ کتابیں اور بہت سے ضابطے اور لوازمات بن گئے یعنی مدرسے وغیرہ اسی طرح حقیقی ایمان اور یقین جس میں اخلاص اور احسان کی صفت ہوتی ہے کو حاصل کرنے کے لئے پہلے صرف صحبت کافی تھی اب صحبتوں کے کمزور ہو جانے اور ایمان کے تقاضوں کے خلاف امراض بڑھ جانے کی وجہ سے قرآن و سنت کی روشنی میں صوفیاء کرام کے مجرب اور کامیاب طریقوں اور سلسلوں میں داخلہ ضروری ہے تاکہ ایمان حقیقی حاصل ہو جائے سوچنے کی بات ہے کہ قرآن و حدیث میں بیان فرمائے ہوئے جن حقائق کا ذکر ہے ان کو ہم مانتے ہیں کسی چیز میں ذرا بھی شک نہیں اگر شک ہو تو ایمان نہیں اس کے باوجود ہمارے عمل اور حال سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان باتوں کا یا تو علم ہی نہیں یا ایمان ہی نہیں۔ صوفیاء کرام کے سلسلے اسی لئے ہیں کہ سچی خبروں پر یقین مشاہدے کی طرح ہو جائے اور ترغیب و ترہیب کی خبروں میں طبیعت کا میلان اور شوق ایسا ہو جائے جیسا کہ دیکھی ہوئی چیزوں کا ہوتا ہے۔

ے جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد

پر طبیعت ادھر نہیں آتی

حقیقت ب (۳): قبر میں جانے سے پہلے تیاری کرنا ۔ اس لئے اس منزل کو بہتر بنانے کی تیاری اور اسکی معلومات اور فکر پہلے سے ہونا ضروری ہے ۔

رنگالے چنریا[1] گندھالے ری سیّاں

تو کیا کیا کرے گی اری دن کے دن

نہ جانے بلالے پیا[2] کس گھڑی

کھڑی منھ تکے گی اری دن کے دن

اس رات کا اثر بھی اچھا یا برا آخرت کی ساری منزلوں اور ساری زندگی پر پڑتا ہے اگر یہ منزل آسان اور اچھی ہو گئی آگے حشر نشر، قیامت، میزان، پل صراط، ساری منزلوں میں آسانی ہوگی حتی کہ جنت میں ہمیشہ کے لئے آرام سے پہنچ جائیگا ورنہ اگر یہ خراب ہوئی تو آگے کی منزلوں میں اور زیادہ سخت مشکل پیش آنے والی ہے اسی لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قبر کو دیکھ کر بہت رویا کرتے تھے اور اتنا جنت اور دوزخ کو یاد کر کے نہیں روتے تھے ۔ کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی منزل ہے جو اس سے سہولت سے چھوٹ گیا اس کے لئے اس کے بعد کی منزلیں سب آسان ہیں اور جو اس میں (عذاب میں) پھنس گیا اس کیلئے اس کے بعد کی منزلیں اور بھی زیادہ سخت ہیں اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی سنا ہے کہ میں نے کوئی منظر ایسا نہیں دیکھا کہ قبر کا منظر اس سے زیادہ سخت نہ ہو ۔

حقیقت الف (۳): **پر لطف پاکیزہ شہوت کی شکل میں ایک نرالی عبادت**

فقہ کی دو قسمیں ہیں عبادات اور معاملات ۔

عبادات ۔ اس حصہ کو کہتے ہیں جس میں مکلف کے ان افعال سے بحث کی جائے جن کا اجراء شریعت کی طرف سے عبد اور معبود کے درمیان تعلق پیدا کرنے کیلئے ہوا ہو جیسے نماز، روزہ

۱۔ دوپٹہ جس پر مختلف رنگ کے پھول ہوتے ہیں

۲۔ چنیا

۳۔ محبوب

فہرست مضامین

معاملات ۔ اس حصہ کو کہتے ہیں جس میں مکلف کے ان افعال سے بحث ہو جن کا اجراء شریعت کی طرف سے بندوں میں باہمی تعلق پیدا کرانے کے واسطے ہو جیسے خرید و فروخت پھر بعضے افعال ایسے ہیں جو ذوجہتین ہیں یعنی ان میں عبادات کی بھی شان موجود ہے اور معاملات کی بھی جیسے نکاح اس حیثیت سے کہ سرور انبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنت ہے اور اس کی ترغیب قرآن و حدیث میں وارد ہوئی ہے اس کے ادا کرنے سے ثواب ملتا ہے۔ جو عبد اور معبود کے تعلق کا نتیجہ ہے وہ عبادات میں داخل ہے اور اس حیثیت سے کہ اس فعل کے سبب دو بندوں یعنی زوجین میں باہمی تعلق پیدا ہو جاتا ہے وہ معاملات میں داخل ہے۔ (ماخوذ از علم الفقہ)

حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے اس آخری شریعت محمدی تک کوئی شریعت نکاح سے خالی نہیں اور یہ قیامت تک رہے گا اس کے بعد جنت میں بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہ عمل جاری رہے گا۔ یہ انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے ہمارے بڑے حضرت سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ کی طبیعت میں یکسوئی تھی اور دنیا سے متوحش تھے تمام اوقات ذکر و مراقبہ میں گزرتے تھے ایک مرتبہ مراقبہ میں اشارہ غیبی ہوا کہ عارف کو کسی بھی سنت نبوی کا ترک نہیں چاہئے اسلئے نکاح ضروری ہے اس الہام کی وجہ سے تقریباً ۵۰ سال تجرد میں گزارنے کے بعد ۲۱ رمضان المبارک ۱۲۸۲ھ کو بی بی خدیجہ بنت حاجی شفاعت خاں سے نکاح کیا۔ (گویا اشارہ غیبی سے اس ترک سنت پر متنبہ ہو کر اتنی جلدی فرمائی کہ رمضان کے آخری عشرہ کے ختم کا بھی انتظار نہیں کیا کیونکہ موت کا کچھ اعتبار نہیں)

آج کل اس دور کا عظیم فتنہ یہ ہے کہ اپنے مقصد کی خاطر شرعی اصطلاحات اور ان کے مفہوم میں آج کل کے نام نہاد مفکرین اسلام من مانی تبدیلی کرتے رہتے ہیں حتی کہ نماز جیسی عبادت کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا جھکنا اور زمین پر سجدہ کرنا اور چند مقررہ الفاظ زبان سے ادا کرنا کیا بس یہی افعال و حرکات اصل عبادت ہیں؟

اسی طرح جدید تعلیم یافتہ کو کہا جاتا ہے کہ تم لوگوں کو مدتوں (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اب تک) اس غلط فہمی میں رکھا گیا ہے کہ یہ عبادتیں جو محض پوجا پاٹ کی قسم کی چیزیں ہیں یہ ایک بڑی عبادت اور اصل عبادت کی تیاری کے لئے بطور ٹریننگ کورس ہیں۔

روشن خیالوں کے اس قسم کے گمراہ کن عقائد تکبر اور معرفت خداوندی سے محرومی کی وجہ

سے پیدا ہوئے ہیں۔

اس طرح کی ساری تلبیسات کی تفصیل حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "فتنہ مودودیت" علماء دیوبند اور اتباع سنت اور حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی دامت برکاتہم کی کتاب "عصر حاضر میں دین کی تفہیم و تشریح" میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

ذکر اللہ کے بارہ میں تلبیس : آجکل ذکر اللہ کے مفہوم میں صورت و حقیقت کے الفاظ کے ذریعہ ذکر اللہ کی حقیقت شرعیہ میں تحریف اور تلبیس بہت اچھے الفاظ سے کی جارہی ہے۔ ذکر اللہ کے بعض مخالفین ذکر کے فضائل میں گھنٹوں تقریر کر کے آخر میں چپکے سے کہہ دیتے ہیں کہ "بھائیو! مگر ذکر کی حقیقت سمجھ لینی چاہئے، ذکر محض اللہ اللہ کرنے، لاالہ الا اللہ کا ورد کرنے کو نہیں کہا جاتا بلکہ حقیقی اور اعلیٰ درجہ کا ذکر معاملات کی صفائی اور دین کے فروغ میں جدوجہد کرنا وغیرہ جملہ احکام پر عمل کرنا ہے، جو اس میں مصروف ہے وہ اعلیٰ درجہ کا ذکر کرنے والا ہے، اس کو ذکر لسانی کے اہتمام کی ضرورت نہیں"۔

(ذکر اللہ سے روکنے کے لئے) جو مندرجہ بالا الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں بلاشک وہ اپنی جگہ صحیح ہیں اور اکابرین کے ملفوظات سے ماخوذ ہیں، مثلاً حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے زمانے کے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں یہ الفاظ مل جائیں گے، مگر یہ ملحوظ رہے کہ ذکر اللہ کے مفہوم میں یہ وضاحت وہ حضرات کر رہے ہیں جو خود لاکھوں کی تعداد میں ذکر لسانی کرتے رہے اور اپنے مریدوں اور شاگردوں کو ذکر لسانی کی پرزور تاکید کرتے رہے ہیں جس سے ان کے مکتوبات و ملفوظات بھرے پڑے ہیں، کیونکہ حقیقی ذکر یعنی احکامات میں اللہ کا دھیان جب ہی پیدا ہو سکتا ہے جب لسانی ذکر کی کثرت کر کے دل میں اللہ کا دھیان جم جائے اور اعمال میں اخلاص آجائے۔ یہ بات چاہے لسانی ذکر سے پیدا ہو جائے یا کسی کو کسی دوسرے طریقہ مثلاً صحبت اولیاء وغیرہ سے حاصل ہو جائے تو پھر اس کے جملہ اعمال ذکر اللہ کہلائیں گے ورنہ تو وہ اعمال ذکر کی ضد یعنی غفلت ہی شمار ہوں گے۔

شریعت میں دین کے ہر شعبہ کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے، تقریباً تمام کتب احادیث و فقہ میں عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاق، خدمت خلق، تعلیم و تبلیغ، جہاد اور ذکر اللہ سب کے

احکام اور فضائل میں الگ الگ ابواب ہیں، اور ہر شعبہ کا ایک الگ معروف اور متواتر مفہوم اور اس کی ایک حقیقت شرعیہ ہے، سب کو خلط کرنا دین میں تحریف کرنے کے مترادف ہے۔ مثلاً خلوص نیت اور احکام کا خیال کرتے ہوئے ہر کام ذکر اللہ اور عبادت بن جاتا ہے۔ اور مثلاً جو بیع و شرا میں شرعی احکام کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ملحوظ رکھتا ہو تو اس کو ان معاملات میں عبادت کا ثواب ملے گا، اور اس کی اس خرید و فروخت کو مجازاً ذکر اللہ اور عبادت کہیں گے، اگرچہ ذکر کی حقیقت شرعیہ معاملات سے الگ ہے معاملات کا نام ذکر اللہ نہیں۔ اسی طرح جہاد، تبلیغ وغیرہ بھی ذکر اللہ نہیں بلکہ ان اعمال میں ذکر اللہ کو شامل رکھنے کا حکم ہے۔ إذا لَقِيتم فِئَةً فاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا الله كثيراً (الآية) میں ہے۔

حتی کہ دعا کرنا جس کی روح ہی توجہ الی اللہ یعنی حقیقی ذکر ہے، اس کے باوجود دعا اور ذکر دونوں کی الگ الگ حیثیت ہے۔ چنانچہ ذکر اللہ کے فضائل میں خود اللہ جل شانہ، کا ارشاد ہے کہ جس شخص کو میرے ذکر نے دعا مانگنے سے روک دیا میں اس کو دعائیں مانگنے والے سے افضل دوں گا، معلوم ہوا کہ دعا، گو ذکر ہے لیکن ذکر دعا نہیں ہے۔ شریعت میں ذکر کرنا تو الفاظ کے ساتھ زبان سے یا دل سے اللہ پاک کا نام لینے کو کہتے ہیں، جب حدیث پاک میں آیا ہے۔ افضل الذکر لا الہ الا اللہ اور اللہ پاک کا نام رٹنا سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر کہنا ہے۔ اسی لسانی ذکر یعنی معروف ذکر اللہ کی کثرت مشائخ کی نگرانی میں کرنے سے دل میں وہ بات پیدا ہو جاتی ہے جو سب اعمال کو ذکر اللہ بناتی ہے اور پھر دین کے سارے کاموں کے ذکر کہلانے کی شرائط وجود میں آتی ہیں، وہ بات اخلاص اور اللہ جل شانہ، کا دھیان ہے، جس کے بغیر سارے اعمال غفلت والے اور بے روح ہوں گے بلکہ باعث عجب و فتنہ بن جائیں گے۔

حیرانی ہے کہ آج کل اعمال کے ذکر اللہ بن جانے والی شرائط کے بغیر غفلت والے اعمال کو ذکر اللہ بلکہ اعلیٰ درجہ کا ذکر کہا جاتا ہے اور حقیقی ذکر کا جو طریقہ ہے اس سے روکا جاتا ہے۔ **الحاصل** حقیقی اور اعلیٰ ذکر کا نام لے کر اس کے حصول کے ذریعہ (معروف لسانی اذکار) سے غفلت کرادی جاتی ہے تاکہ نہ ادنیٰ ہاتھ میں رہے نہ اعلیٰ حاصل ہو۔

اسی ذکر اللہ کے فروغ کو وقت کا اہم دینی تقاضا قرار دیتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ نے جو کوششیں کیں ان کی تفصیل رسالہ "مجالس ذکر" میں ملاحظہ فرمائیں۔

تعلق باللہ اور خلوص کا فقدان اور قلب کا بگاڑ تمام اعمال، عبادات، معاملات، سیاسیات، اور تعلیم و تبلیغ میں فتنوں کا سبب ہے جس کا علاج حدیث پاک میں تو ذکر اللہ ہی آیا ہے، لکل شیئ صقالۃ وصقالۃ القلوب ذکر اللہ اور اسی مضمون کی صدہا احادیث ہیں۔ اس چیز کو سلف اور خلف نے نہایت اہم سمجھا اور سارے ہی اکابر نے اس کو دل و جان سے اپنایا اور دینی استقامت اور پختگی کے لئے نہایت ضروری جانا۔ اس کی مخالفت ہو رہی ہے اور اس کے مفہوم شرعی کے بدلنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ائمہ ہدایت اکابرین کی اتباع نصیب فرمائے اور دور حاضر کے نام نہاد مفکرین اسلام کی تلبیسات سے محفوظ رکھے۔ آمین

اَللّٰھم اَرِنَا الحَقَّ حَقاً وَارْزُقنَا اِتِّبَاعَه وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَارْزُقنَا اِجْتِنَابَه. وصلی اللہ تعالیٰ علٰی خیر خلقه سیدنا و مولانا محمد و علٰی اٰله و صحبه اَجمعین برحمتك یا اَرحم الرّاحِمین

یہاں ہمارا مقصد سہاگ رات میں نرالی عبادت کی نوعیت کو بیان کرنا ہے کہ اس میں عبادت اور معاملات دونوں کی شانیں پائی جاتی ہیں جیسا کہ حج میں مالی عبادت اور جانی عبادت دونوں پائی جاتی ہیں حج کے مناسک کو اللہ پاک کا تعبدی حکم سمجھ کر اس کے بتائے ہوئے ضابطہ اور شرائط کے مطابق بجالایا جائے تو حج سابقہ زندگی کو پلٹ دینے والی عظیم عبادت بن جاتی ہے ورنہ روشن دماغ کوڑھ مغزوں نے تو اس کو فوجی ٹریننگ ہی بنادیا۔ رمی جمار کے واجب نسک کو چاند ماری کا کھیل سمجھیں گے جیسا کہ ایک بدتمیز ڈاکٹر نے نکاح کے خطبہ کو جنتر منتر کہہ دیا۔ حالانکہ وہ ایک عبادت ہے۔

۱۔ حضرت مولانا سید ابو الحسن علی دامت بر کاتہم اپنی کتاب دستور حیات میں تحریر فرماتے ہیں:

ازدواجی زندگی ایک عبادت۔ اسلام میں ازدواجی تعلق کو زندگی کی ایک ضرورت کی حیثیت سے نہیں دیکھا گیا بلکہ اس کو ایک عبادت کا درجہ دیا گیا جس سے آدمی خدا کے قریب ہوتا ہے۔ یعنی ہمارے ہاں ازدواجی تعلق عقد نکاح کا تصور یہ نہیں کہ زندگی کی ضرورت کے تحت یہ کرنا ہی تھا اس کے بغیر زندگی کا تلذذ حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کو دینی رنگ دیا گیا اس کو عبادت قرار دیا گیا اور اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں اس کا سب سے

بڑا نمونہ پیش کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

" تم میں سب سے زیادہ بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے سب سے زیادہ بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کیلئے تم سب سے بہتر ہوں "

البتہ ہر عبادت کی شان الگ الگ ہے نماز کی اور شان ہے اس میں بالکل سکون ہے قربانی میں خون بہانا ہوتا ہے اور جہاد میں قتل وغارت عبادت ہے۔ اسی طرح نکاح میں شہوانی تقاضوں کو شرعی ضابطوں اور آداب کے ساتھ پورا کرنا ہوتا ہے جو کہ انشاء اللہ اگلی حقیقت الف میں بیان ہونگے۔

حقیقت ب (۳) دنیا کی شرافت اور آخرت کا اعزاز حاصل کرنیوالے

(بحوالہ حدیث پاک موت کے لئے تیاری کرنیوالے)

ایک بزرگ فرماتے ہیں۔

کچھ کھا پھڈ کچھ ونڈ پھڈ کچھ کر لے یاد رحمٰن نوں
ایڈا مان نہیں چاہی دا قبر دے مہمان نوں

حدیث پاک میں شرح صدر ہو جانے اور دل کے اندر نور آ جانے کی تین علامتیں بیان فرمائی ہیں جن میں ایک موت کے آنے سے پہلے اس کی تیاری میں لگ جانا ہے ایک تیاری تو تندرستی کی حالت میں ہے کہ اول اپنے ایمان کو خالص کرے۔ ہر قسم کے شرک بدعت سے توبہ کرے اور فرض علم حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کے سارے حکموں پر عمل کرے اور گناہوں کو چھوڑ دے۔ بشریت کی وجہ سے جب کبھی پھر گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرے اور موت تک سلامتی ایمان کا فکر رکھے اور اس کے لئے دعا بھی کرے اور علماء سے پوچھ کر وہ اعمال بھی کرے جن کو ایمان پر خاتمہ ہونے میں خاص طور پر دخل ہے اور ان اعمال سے بچے جن کا دخل سوئے خاتمہ ہے اس کی لمبی تفصیل ہے اگر مرنے کا یقین ہے کچھ وقت نکال کے معلومات حاصل کرے مثلاً اس کے لئے حضرت شیخ الحدیث رحمتہ اللہ علیہ کا رسالہ فضائل صدقات حصہ دوئم اور رسالہ " موت کی یاد " خاص طور سے مفید ہیں جس سارے کا حاصل اوپر کا شعر ہے کچھ مالی جانی اعمال قبر میں بھیج دے اور کچھ اللہ کی یاد حاصل کرے کیونکہ قبر کے مہمان کو تکبر نہیں چاہئے موت سے غفلت کی وجہ سے آدمی متکبر ہوتا ہے۔ جب موت اچانک آجائیگی تو نہ اعمال کر سکتا ہے نہ مال خرچ ہو سکتا

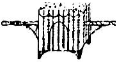

ہے اور اس خاص وقت یعنی نزع کے وقت کی توبہ بھی معتبر نہیں خاص طور سے تکبر جوام الامراض ہے اس کے لئے تو آخرت میں بھی کسی قسم کی معافی کی امید نہیں کیونکہ حدیث پاک میں آ گیا کہ جس کے اندر رائی برابر تکبر ہو گا وہ جنت میں نہیں جائیگا اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے آمین۔

پھر عین نزع کی حالت کے وقت تو کچھ نہیں کر سکتا۔ اگر پاس بیٹھنے والے دیندار ہوں ان کو چاہئے کہ جس پر نزع طاری ہو اس کے پاؤں قبلے کی طرف رکھ کر سر کے نیچے چھوٹا تکیہ رکھ دیں تاکہ منہ قبلہ شریف کی طرف ہو جائے اور اس کو یاد دلانے کی خاطر اس کے پاس کلمہ شریف پڑھے خوش قسمتی سے جب ایک دفعہ زبان ہلائے تو خاموش ہو جائیں اس کو پڑھنے کا حکم نہ کریں کہ جان کندنی کا سخت خوفناک وقت ہے۔ مرنے والے کے ساتھ جو کچھ پیش آتا ہے اس کو پاس والے نہیں دیکھ سکتے کیونکہ عالم نزع دوسرا عالم ہے اس کی تفصیل بھی رسالہ موت کی یاد میں پڑھ لیں۔ کوئی صاحب ان کے پاس سورۃ یٰسین پڑھیں تو جان نکلنے میں آسانی ہوتی ہے اور مسواک کرنے کے عادی کو بھی کلمہ شریف یاد آ جاتا ہے اس کے برعکس افیون کے عادی کو کلمہ شریف بھول جاتا ہے اور حدیث پاک میں ہے۔ من كان آخر كلامه لا إله إلا الله دخل الجنة

لہٰذا بڑا اہم فیصلہ کن وقت ہے جب روح نکل جائے تو بسم اللہ وعلیٰ سنۃ رسول اللہ کہتے ہوئے اس کی آنکھیں بند کر دے مناسب ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے ہلکی سی پٹی باندھ دے کہ مردے کی آنکھ کھلی ہوئی بدنما لگتی ہے۔ مگر زندگی ہی میں آنکھیں کھول کر یعنی ہوش کے ساتھ زندگی گزارنی چاہئے اس کے پاؤں کے انگوٹھے بھی باندھ دیں ورنہ ٹانگیں پھیل جایا کرتی ہیں۔ نجاست بھی ہو تو اسے دور کر کے اس کے پاس لوبان وغیرہ سلگا کر اس پر کپڑا ڈال دیں اور حسب حیثیت نیا کفن اور خوشبو وغیرہ خرید کر نہلانے اور قبر کی تیاری میں لگ جائیں کیونکہ اب اس کو نئے کپڑے پہنا کر خوشبو لگا کر اور جنازہ پڑھ کے قبر یعنی آخرت کی پہلی منزل میں رکھ کر اوپر سے اچھی طرح بند کر دینا ہے تاکہ کوئی نہ دیکھے اور نہ اس کی آواز سنے۔

لیکن صالح آدمی جس نے زندگی میں اس وقت کی تیاری کر لی ہو گی اس کیلئے یہ بہت خوشی کا وقت ہو گا جان نکلنے سے پہلے ہی فرشتے اس کو خوشخبری سنا دیں گے اس کو سارے مناظر نظر آئیں گے جن کی تفصیل رسالہ "موت کی یاد" میں ہے نہ غم ہو گا نہ کوئی تکلیف ہو گی نہ خوف ہو گا بلکہ سہاگ رات کی طرح محبوب حقیقی سے وصال کی خوشی ہو گی۔

فہرست مضامین

يٰا اَيَّتُهَا النَّفسُ المطمئِنَّة اِرجِعى اِلٰى رَبِّكِ راضِيةً مَّرْضِيَّةً. فَادْخُلِى فى عِبَادِى وَادْخُلِى جَنَّتِى

یعنی اے وہ شخص جس نے (اللہ تعالیٰ کے ذکر سے) چین پکڑ لیا اپنے رب کی طرف چل اس حال میں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی، پھر شامل ہو جا میرے بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں۔ کیسی مزے کی بات ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے راضی اور اللہ پاک تم سے راضی۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ، میں تو اپنی خوشی کو مقدم فرمایا ہے جس میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ اب تک تو میری مرضی کے تابع تھا اور اپنی خوشی کو میری خوشی پر قربان کرتا تھا اب عالم بدل رہا ہے اب صرف تیری خوشی رہے گی اب تجھے اتنا دوں گا کہ تیری خوشی تھک جائیگی مگر میری عطا دینے سے نہیں تھکے گی۔

دیکھئے بہت سے لوگ لاکھ لاکھ روپۓ حکام کی خوشنودی کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ اور کیا کیا خوشامدیں کرتے ہیں۔ تو کیا حاکم حقیقی محبوب حقیقی کار ساز حقیقی ہی کی خاطر کچھ نہ کیا جائے؟

اظہار کر کے عشق و محبت کے راز کو
پھر سے بنا دیا مجھے امید وار آج

فہرست مضامین

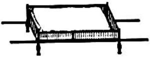

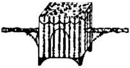

شادی سے پہلے تیاری

حقیقت الف (۴) :۔ لڑکا لڑکی کی شادی کی عمر قرآن پاک میں ہے

أَلا يَعلم مَن خَلَقَ و هُوَ اللَّطِيفُ الْخبِير

حدیث نمبرا :۔

من ولدله ولد فليحسن اسمه و أدبه فاذا بلغ فليزوجه فاِن بلغ ولم يزوجه فاصاب إثما فانما إثمه علٰى أبيه (مشكٰوة)

ترجمہ :۔ اللہ تعالیٰ جس شخص کو اولاد دے اس کا اچھا نام رکھے اور ادب سکھائے جب بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کر دے۔ اگر کسی نے بلوغ کے بعد بھی بچے کا نکاح نہیں کیا اور وہ کسی گناہ میں مبتلا ہو گیا تو اس کا گناہ باپ کے ذمہ ہو گا۔

حدیث نمبر۲ :۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تورات میں لکھا ہوا ہے

من بلغت ابنته اثنتٰى عشرة سنة ولم يزوجهَا فاصابت اثماً فاثم ذالك عليه (مشكٰوة)

ترجمہ :۔ کہ جس کی لڑکی بارہ برس کو پہنچ گئی اور باپ نے اس کی شادی نہیں کی اور وہ کسی گناہ میں مبتلا ہو گئی تو اس کا گناہ باپ پر ہو گا۔

حدیث نمبر۳ :۔

يا معشر الشباب من استطاع منكم الباءة فليتزوج فانه أغض للبصر وأحصن للفرج و من لم يستطع فعليه بالصوم فانه له وجاء (مشكٰوة)

ترجمہ :۔ اے نوجوانو تم میں سے جسے نان و نفقہ کی استطاعت ہو وہ نکاح کر لے کیونکہ یہ نظر کی حفاظت اور پاکدامنی کا سبب ہے اور جو شخص اس کی استطاعت نہیں رکھتا وہ روزہ رکھنے کو لازم پکڑے یہ اس کیلئے شہوت توڑنے کا باعث ہو گا۔

شریعت نے تو شادی کی عمر کے متعلق بلوغت کا فرمایا ہے۔ لیکن آج کل ہم لوگ اپنے آپ کو شریعت سے زیادہ سمجھنے والا خیال کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ کچی عمر ہے یا نا سمجھی ہے وغیرہ وغیرہ

بہت کچھ بکواس کرتے ہیں کوئی ۲۰ سال یا ۲۵ سال بتاتے ہیں حالانکہ ان عقلمندوں کا خود اپنا ذاتی تجربہ ہوتا ہے کہ بلوغت کے آثار شروع ہونے کے بعد شادی کی رغبت شروع ہو جاتی ہے اور خصوصاً آج کل ماحول کی طرف سے پھرٹی وی عریانی خوراک کی کیفیت بے کاری اور زیب و زینت وغیرہ بہت سی چیزیں جماع کی ترغیب دیتی ہیں جیسے بھوک لگنے کی حالت میں پہلے کھانے کی خواہش پیدا ہوتی ہے پھر جب وہ بڑھ جاتی ہے تو شرم وحیاء کے خیالات دب جاتے ہیں اور وہ جائز ناجائز، حلال حرام کھانے کی کوشش کرتا ہے اگر ناجائز اور بے ضابطہ کھانے کی پیش کش اور ترغیبیں بھی ہوں تو دو چار لقمے کھا ہی لیتا ہے۔

والدین تو اپنی حکمتوں دانشمندی میں مگن رہتے ہیں لیکن لڑکے لڑکیاں شہوت کی تسکین کسی نہ کسی طریقے سے کرتے رہتے ہیں الا ماشاءاللہ۔ کسی کو بہت اچھی تربیت اور نیک صحبت اور کڑی نگرانی ناجائز کاموں میں رکاوٹیں ہوں تو وہ صبر کر لیتا ہے۔ لیکن اکثر لوگ پہلے بدنظری اس کے بعد ہاتھ سے مادے کو خارج کرتے ہیں (یعنی جلق) اور فطری حیاء کی کمی ہو اور موانع بھی نہ ہوں تو لواطت اور زناء وغیرہ غیر فطری طریقوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ حتی کہ مہذب امیر لوگ کتوں کے ساتھ اپنی خواہشات کو پورا کرتے ہیں۔ ان افعال کا غیر فطری ہونا ظاہر ہے غور کیا جائے تو زناء بھی غیر فطری عمل ہے اکثر ناظرین کو یقین بھی نہیں ہو گا لیکن بندہ کو یقینی ذرائع سے علم ہے اور اطباء بھی بتاتے ہیں کہ غیر فطری لواطت کی عادت بعض دفعہ اس شرمناک حالت تک پہنچ جاتی ہے کہ بعض لوگوں کو ہجڑوں کی طرح لواطت کرانے یعنی مفعول بننے سے تسلی ہوتی ہے اس کے لئے مارے مارے پھرتے ہیں ان سب کو عورتوں سے نفرت ہوتی ہے۔ یہ ساری غلط ترکیبیں چونکہ ایک ہی مسئلے کے تحت آ جاتی ہیں اس لئے بلاضرورت تفصیل سے لکھنا حیاء کے خلاف ہے۔ کیونکہ منکوحہ بیوی سے جماع کرنے میں نقصان نہیں ہوتا۔ زناء میں اگرچہ وہی عمل ہوتا ہے لیکن اس کے بے شمار نقصانات ہیں اسی لئے تمام شریعتوں اور تمام مذاہب میں سخت جرم اور بے حیائی قرار دیا گیا ہے۔

شریعت میں ان بچوں کی جملہ ناجائز حرکات کا گناہ والدین کو بھی ہوتا ہے ان نوجوانوں کی صحت پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ عضو تناسل میں پہلے کمزوری آتی ہے کثرت احتلام اور سرعت انزال وغیرہ کے بعد نامردی ہو جاتی ہے۔ اور لڑکیوں میں سیلان الرحم اور ہسٹریا وغیرہ بیماریاں

پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان سب خرابیوں سے دوائیاں بیچنے والے جاہل حکیم اور جنات نکالنے والے مکار عاملوں کا کاروبار چلتا ہے۔ پھر خیر سے شادی ہوتی ہے جب صحیح عمر پر ان کے خیال میں پوری عمر پر شادی ہوتی ہے اور سہاگ رات آتی ہے تو بیوی کے پاس جاتے ہیں تو نامرد اور کمزور کو مایوسی اور شرمندگی ہوتی ہے اس کے بعد بعضوں کو خودکشی اور بعض کو طلاق کی نوبت آجاتی ہے۔ دوسری طرف لڑکی بدکاری میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ عریانی بے پردگی اور بے حیائی کے سبب آج کل زیادہ شور بھی نہیں ہوتا۔ بعض لوگوں میں کسی سبب سے اپنی اصلاح کا فکر ہوتا ہے اس لئے جس طرح اطباء اور عاملوں سے رجوع کرتے ہیں اسی طرح پیر قسم کے لوگوں کے پاس بھی ایسے لوگ اپنا رونا روتے ہیں میرا نام بھی چونکہ اس طبقے میں شمار ہوتا ہے۔ اس لئے مجھے بھی بہت سی باتوں کا علم ہو جاتا ہے۔ حتی کہ سگے بہن بھائیوں کا ناجائز تعلق اور دیور بھابی کی خرابی تو عام ہے اسی لئے حدیث پاک میں پردے کے معاملے میں دیور کو موت کی طرح خطرناک فرمایا گیا ہے عام دین دار گھروں میں رواجی پردہ تو ہوتا ہے شرعی پردہ کو بہت عجیب سمجھا جاتا ہے۔ ایک مسلمان کا شرعی بات کو عجیب سمجھنا بہت ہی عجیب اور حماقت ہے۔ اس پر آپس کی قطع تعلقی اور لڑائیوں کی نوبت آتی ہے۔ مفتی صاحبان جانتے ہونگے ایسے لوگوں کی دینداری کا کیا مطلب؟ ایمان ہی کا وجود مشکل نظر آتا ہے۔ مجبوریوں اور تاویلوں کے سہارے شاید کفر کے فتویٰ سے دنیا میں بچ جائیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

بے پردگی کا یہ نتیجہ دیکھا
سمجھے تھے جسے بیٹا بھتیجا نکلا

الحاصل اس رسالہ میں اختصار ملحوظ ہے ان باتوں پر تفصیل سے غور کرنا چاہئے اس سلسلے میں مزید تفصیلات اور ضروری باتیں کتاب مسلمان خاوند اور مسلمان بیوی مؤلفہ حضرت مولانا ادریس صاحب دامت برکاتہم۔ ضرور مطالعہ کریں۔ اور بہشتی زیور میں دیگر مسائل بھی بہت ہیں اور طبی آسان علاج بھی ہیں۔

فہرست مضامین

حقیقت الف (۵) مذکورہ برے افعال کی دنیا و آخرت میں سزا

یہ کتاب چونکہ فی الجملہ دین دار طبقے کے لئے ہے اس لئے دنیاوی، جسمانی اور معاشرتی نقصانات کے بعد ان افعال کا گناہ ہونا، اللہ پاک کی ناراضگی کا باعث ہونا، دنیا اور آخرت میں اس کی سزا کو بھی مختصراً لکھا جاتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔

«والذینَ هُم لِفُروجِهِم حَافِظُون اِلاَّ علٰی اَزوَاجِهِم أو ما ملکَت اَیْمانُهم فاِنَّهم غیرُ مَلُومِین، فَمَن ابتَغٰی وَرآءَ ذٰلك فأولٰئِكَ هُمُ العَادُون» (المومنون)

ترجمہ. اور جو لوگ اپنی شہوت کی جگہ کو تھامتے ہیں مگر اپنی عورتوں پر یا اپنے ہاتھ کے مال باندیوں پر۔ ان پر نہیں کچھ الزام پھر جو کوئی ڈھونڈے اس کے سوا۔ سو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے۔

یعنی اپنی منکوحہ عورت یا باندی کے سوا کوئی اور راستہ قضائے شہوت کا ڈھونڈے وہ حلال کی حد سے نکل جانیوالا ہے اس میں زناء لواطت اور استمناء بالید (یعنی ہاتھ سے مادے کو خارج کرنا وغیرہ) سب صورتیں آگئیں بلکہ مفسرین نے حرمت متعہ پر بھی استدلال کیا ہے۔

(ترجمہ حضرت شیخ الہند و حاشیہ عثمانی)

یہ سب حرکات گناہ کبیرہ موجب لعنت ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جانا) دنیا میں زنا کی تو حد مقرر ہے یعنی غیر شادی شدہ کیلئے سو کوڑے اور شادی شدہ کو پتھر مار مار کر جان سے مار دینا جس کو رجم کہتے ہیں۔ باقی لواطت مرد سے یا جانوروں وغیرہ سے یہ سب باتیں اگرچہ زناء کے فعل سے بھی زیادہ شرمناک اور گندی اور نقصان دہ ہیں اور ان کی سزا میں جان سے مار دینا تو ہے ہی لیکن سزا کے طریقوں میں کئی اقوال ہیں مثلاً دنیا میں فاعل مفعول کو قتل کرنا پہاڑ سے گرا کر مار دینا یا پتھروں ہی سے مار دینا۔ اور جانور کو جس سے یہ کام کیا جائے اس کو مار کے جلا دینا وغیرہ اور جلق کی بھی مختلف سزائیں ہیں کوڑوں کی مختلف تعداد ہے لہٰذا اس برے فعل سے انتہائی کوشش کر کے بچا جائے کیونکہ اس میں بڑی خرابی یہ ہے کہ ظاہری موانع نہ ہونیکی وجہ سے صرف ایک دفعہ کرنے سے عادت پڑ جاتی ہے اور چھٹنا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن اگر خدانخواستہ کبھی یہ قبیح فعل سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ اور استغفار کر لے استغفار اور توبہ میں فرق یہ ہے کہ

فہرست مضامین

توبہ اور استغفار میں فرق

استغفار توکیے ہوئے گناہوں کی معافی کی طلب ہے اور توبہ میں کیے ہوئے کی ندامت اور معافی کی طلب کے ساتھ گناہ کو فوراً چھوڑ دینا اور آئندہ کے لئے نہ کرنیکا اللہ پاک کی توفیق کے ساتھ عزم کرنا ہے۔

یہ سچی توبہ ہوگی اپنے سچ کا انسان کو خود پتہ ہے اگر پھر وہی گناہ ہو جائے تو اس کو توبہ ٹوٹنا نہیں کہتے ہیں یہ نیا گناہ ہے پھر سچی توبہ کر لے حتی کہ انشاء اللہ استقامت عطا ہو جائے گی۔ اور بار بار توبہ کرنے والا بندہ گناہ پر اصرار کرنے والا نہیں کہلائے گا اس کے لئے بندہ کا رسالہ ”محبت کے اشارے“ مطالعہ کریں اس میں کامیابی کی تدبیر لکھی ہے اور اصل یہی ہے کہ کسی شیخ سے رجوع کریں اور آخرت کی وعیدیں الگ ہیں مثلاً خود ان کے ہاتھ حامل ہوں گے جو کہ شرم اور عذاب کا باعث ہے۔

لہٰذا مسلمان کو اس لحاظ سے بھی بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے اور جو مبتلا ہو چکا ہو اس کو سچی پکی توبہ کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے اور دنیا میں ظاہر نہ ہوا تو دنیاوی سزا سے بچ جائے گا۔ لیکن ان گناہوں میں چونکہ نفسانی لذت ہوتی ہے اس لئے اگر خوف خدا کا غلبہ اور پوری ہمت کے ساتھ بچنے کی تدابیر کو اختیار نہ کیا جائے تو کم و بیش آدمی دوبارہ سہ بارہ توبہ کے بعد مبتلا ہو جاتا ہے اگر ایسا ہو جائے تو پھر توبہ کرے اور نادم ہو اور کسی بزرگ سے پوچھ کر توبہ کے علاوہ کوئی مالی جانی جرمانہ وغیرہ تدابیر بھی اختیار کرے۔ انشاء اللہ اللہ کا فضل ہو جائے گا۔ اور توبہ پر استقامت حاصل ہو جائے گی۔

ان سب چیزوں کو بھی ملحوظ رکھنا چاہئے اور شادی میں جلدی کرنی چاہئے۔ اور انتخاب کی رواجی شرائط پر لعنت بھیج کر شریعت مطہرہ کو اپنا امام بنانا چاہئے۔

حدیث پاک میں ہے کہ عورت میں چار چیزیں دیکھی جاتی ہیں۔

تنکح المرءۃ لاربع لمالہا ولحسبہا ولجمالہا

ولدینہا فاظفر بذات الدین تربت یداک

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت سے چار چیزیں دیکھی جاتی ہے (۱)

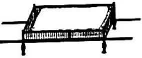

مالداری (۲) شرافت خاندانی (۳) خوبصورتی (۴) دینداری۔ لیکن تم کو چاہئے کہ دیندار عورت تلاش کرو۔

نکاح کرنے میں دیکھنے کی چیزوں میں بلاشبہ کفو کا لحاظ کرنا بھی ایک شرعی امر ہے لیکن شریعت کے ہر حکم کا ایک درجہ اور مرتبہ ہے آج کل دین داری وغیرہ کو پس پشت ڈال کر کفو یعنی برابری کو صرف نسب اور مالداری میں منحصر سمجھ کر سب سے زیادہ بڑا فرض سمجھ لیا گیا ہے۔ مثلاً کوئی پٹھان ہے تو وہ پٹھان ہی کو لڑکی دے گا چاہے لڑکا کتنا ہی بے دین بے نمازی فاسق فاجر داڑھی منڈا حرام ملازمت یا کاروبار کرنے والا ہو اس کو غیر پٹھان دین دار پر ترجیح دی جائے گی۔ حالانکہ ہمارے ملک میں مسئلے کے لحاظ سے سادات کے علاوہ باقی سب قوموں میں کوئی خاص فرق نہیں سب ہندوؤں سے مسلمان ہوئے ہیں ہاں کوئی بڑا ملازم یا بڑا مالدار ہو تو مال اور جاہ کی وجہ سے کفو کا خیال بھی نہیں کیا جاتا۔

غرض شادی کی خوشی کے معاملے میں برادری رسم ورواج حتی کہ کمیوں تک کے حقوق اور ان کو خوش کرنے کا خیال کیا جاتا ہے (جس کی تفصیلات حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہشتی زیور میں لکھ دی ہیں)

صرف اللہ جل شانہ اور سید الکونین فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات اور خوشنودی کی پروا نہیں کی جاتی۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ بے برکتی اور شادی خانہ آبادی کے بجائے بربادی اور لعنت کی مصداق بن جاتی ہے یہ کتابچہ مسلمان اور دین داری کا دعویٰ کرنے والے ایمانداروں کے لئے ہے اور جن میں ایمان نہیں ان میں حیاء بھی نہیں وہ جو چاہیں کریں۔ یہاں وہ مخاطب ہی نہیں ہیں۔

غرض شادی کا انتخاب شریعت کے مطابق کرنا چاہئے اور اس میں ایک اہم امر استخارہ کرنا بھی ہے جس کے لئے غلط طریقہ مشہور ہو چکا ہے کہ بزرگوں سے استخارہ کرانا ضروری سمجھا جاتا ہے اچھا یہ ہے کہ اول تو لڑکی لڑکا خود استخارہ کریں یا ان کے اولیاء استخارہ کریں بزرگوں سے دعا خیر کرا لینی چاہئے۔ استخارہ کے بعد پچھتاوا نہیں ہوتا۔ شادی کا تعلق ساری عمر کا ہے اور دو خاندانوں کا اہم مسئلہ ہے اس لئے ساری ہی باتوں کی جانچ پڑتال کرنا چاہئے حتی کہ باقی امور طے ہونے کے بعد لڑکا لڑکی کی شکل کو دکھا دینا چاہئے بلکہ حدیث پاک میں اس کی ترغیب آئی ہے لیکن

اکثر اس کی ضرورت نہیں پڑتی۔ غرض ان سارے امور کی اپنی اپنی اہمیت اور مراتب کا لحاظ کر کے قابل برداشت کمیوں کو قبول کرنا اور شرائط میں کمی کر کے اللہ پاک پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ یہاں ایک عبرت آموز لطیفہ ذکر کرتا ہوں ایک بزرگ رمضان المبارک کی رات میں سپیکر پر دعا کر رہے تھے کہ یا اللہ جن کو رشتے نہیں مل رہے ان کو خیر کے رشتے عطا فرما دے۔ میں نے لاؤڈ سپیکر پکڑ کر تنبیہ کی دیکھو بھائیو! ہر دعا میں جلدی سے آمین نہ کہنا یہ مولانا صاحب بعض دعائیں ہماری خواہش کے خلاف بھی کر رہے ہیں یہ فرما رہے ہیں۔ کہ خیر کے رشتے عطا فرما۔ اور ہم میں سے بہت سے لوگ خیر کے رشتے کو پسند نہیں کرتے۔ وہ شر کے رشتے کو اچھا سمجھتے ہیں۔ قبولیت کا وقت ہے کہیں خیر کا رشتہ مل گیا پچھتانا پڑے گا۔ خیر کے رشتوں پر پچھتائے ہوئے اور شر کے رشتوں پر اتراتے ہوئے لوگوں کو میں نے دیکھا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ایمان داری کے ساتھ خلوص کے ساتھ اگر کوئی خیر کے رشتے چاہتا ہو تو رشتے بہت ہیں۔ اور شادی کا کام اور دیگر سارے دینی کاموں سے آسان کام ہے ہمارے اپنے بے دینی کے خیالات اور توہمات نے اس کو مشکل بنایا ہوا ہے کتاب کے آخر میں بزرگوں کے قصے لکھے جائیں گے کہ انہوں نے یہ برکت والے رشتے کئے ہیں اور اس زمانے میں بھی ہو رہے ہیں۔ دین آسان ہے ساری مصیبتیں بے دینی میں ہیں۔

حقیقت الف۔ (۶) اب نکاح کے بعد رخصتی میں بلاوجہ دیر کرنا بہت مضر ہے البتہ لڑکی کی والدہ کے ذرائع سے اگر معلوم ہو سکے تو یہ معلوم کر لے یہ حیض کے ایام میں تو نہیں۔ کیونکہ ان ایام میں خلوت ہو گئی تو حیض کی حالت میں جوش اور خواہش کی زیادتی کی وجہ سے حیض ہی کی حالت میں جماع کرنے کے گناہ اور نقصان میں پڑنے کا سخت خطرہ ہے۔ لیکن اگر ایسا واقعہ ہو جائے تو مرد کو صبر سے کام لینا چاہئے۔ اور آگے درج ہونے والی دینی باتوں میں مشغول ہو کر وقت پورا کر لے تو صبر کا بہت اجر پائے اور عورت پر بھی اچھا اثر پڑے گا اس خاص خلوت کی جگہ ایسی باپردہ ہونی چاہئے کہ دوسرے لوگ تاک جھانک وغیرہ نہ کر سکیں مثلاً کھڑکیاں روشن دان وغیرہ پر پردہ ہونا چاہئے اور لیٹنے کی جگہ صاف ستھری ہو بلکہ خوشبو کا انتظام ہو اور یہ عورت کے ذمہ ہے کہ پرانا کپڑا صفائی کے لئے اور موٹا کپڑا بچھانے کے لئے ایک طرف قریب بستر کے نیچے رکھ لے۔ عورت سمجھ دار نہ ہو تو مرد خود انتظام کر لے اور غسل وغیرہ کی جگہ

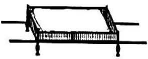

اور انتظام کا فکر پہلے سے ہونا چاہئے ۔ تاکہ کسی کی نماز قضا نہ ہو. اگر کچھ کھانے پینے کی چیز موجود ہو مثلاً پھل دودھ یا مٹھائی قسم کی کوئی چیز ہو تو آپس میں کھانے اور کھلانے کے لئے اچھی بات ہے۔

حقیقت ب (۴) قبر کے اندر کا معاملہ

ایک حدیث میں ہے کہ ایک جوان مجلس میں کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مومنین میں سب سے زیادہ سمجھدار کون ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ موت کا کثرت سے ذکر کرنے والا اور اس کے آنے سے پہلے پہلے اس کے لئے بہترین تیاری کرنے والا (اتحاف)

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قرآن پاک کی آیت فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ (الایہ سورۃ انعام ع ۱۵) تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ جس کو ہدایت فرمانے کا ارادہ فرماتے ہیں ۔ اسلام کے لئے اس کے سینہ کو کھول دیتے ہیں (کہ اسلام کے متعلق اس کو شرح صدر ہو جاتا ہے) اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ (اسلام کا) نور جب سینہ میں داخل ہوتا ہے تو سینہ اس کے لئے کھل جاتا ہے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کی (کہ اسلام کا نور سینہ میں داخل ہو گیا) کوئی علامت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دھوکہ کے گھر (دنیا سے) بعد پیدا ہونا ہمیشہ رہنے والے گھر (آخرت) کی طرف رجوع اور موت آنے سے پہلے اس کے لئے تیاری (مشکوۃ)

ایک حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ قبر کے فتنہ کی بات یہ ہے کہ جب کوئی نیک بندہ مرتا ہے تو فرشتے اس کو قبر میں بٹھاتے ہیں وہ ایسی حالت میں بیٹھتا ہے کہ نہ اس کو کوئی گھبراہٹ ہوتی ہے نہ اس پر کوئی غم مسلط ہوتا ہے ۔ پھر اس سے اول تو اسلام کے متعلق سوال کیا جاتا ہے تو اسلام کے بارہ میں کیا کہتا تھا؟ اس کے بعد پھر اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تو اس شخص کے (یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے) بارہ میں کیا کہتا ہے ؟ وہ کہتا ہے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں جو اللہ تعالیٰ شانہ کے پاس سے ہمارے پاس واضح دلیلیں لے کر آئے ہم نے ان سب کو سچا مانا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے تھے اس کے بعد اس کو اول دوزخ کا ایک

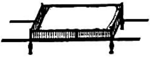

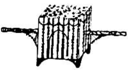

مقام دکھایا جاتا ہے جہاں وہ دیکھتا ہے کہ آدمی ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑے ہیں پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اس جگہ کو دیکھ حق تعالیٰ شانہ نے تجھے اس آفت سے نجات عطا فرمادی اس کے بعد اس کو جنت کا ایک مقام دکھایا جاتا ہے جہاں وہ نہایت زیب و زینت دیکھتا ہے اور اس کے لطف کے مناظر دیکھتا ہے پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اس میں یہ تیرے رہنے کی جگہ ہے (قیامت کے بعد تو یہاں لایا جائے گا) تو دنیا میں آخرت کا یقین کرنے والا تھا اور اسی پر تیری موت ہوئی اور اسی پر قیامت میں تو قبر سے اٹھایا جائے گا۔ اور جب کوئی برا آدمی مرتا ہے تو اس کو قبر میں بٹھایا جاتا ہے وہ نہایت گھبرا کر اور خوفزدہ ہو کر بیٹھتا ہے اور اس سے بھی وہی سوال ہوتا ہے جو پہلے گزرا وہ جواب دیتا ہے کہ مجھے تو کچھ خبر نہیں لوگوں کو میں نے جو کہتے ہوئے سنا تھا وہی میں بھی کہہ دیتا تھا اس کے لئے اول جنت کا دروزاہ کھول کر اس کو وہاں کی زیب و زینت اور جو نعمتیں وہاں ہیں دکھائی جاتی ہیں پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہاں تیرا اصل مقام تھا مگر تجھے یہاں سے ہٹا دیا گیا۔ پھر اس کو جہنم دکھائی جاتی ہے جہاں ایک پر دوسرا ٹوٹا پڑتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ اب تیرا ٹھکانہ یہ ہے تو دنیا میں شک ہی میں رہا اسی پر قیامت میں اٹھایا جائیگا (ترغیب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی معیت میں ایک جنازہ کے ساتھ چلے قبرستان میں پہنچ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک قبر کے پاس تشریف رکھی اور ارشاد فرمایا کہ قبر پر کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس میں وہ نہایت فصیح اور صاف آواز کے ساتھ یہ اعلان نہیں کرتی۔ کہ اے آدم کے بیٹے تو مجھے بھول گیا. میں تنہائی کا گھر ہوں. میں وحشت کا گھر ہوں. میں کیڑوں کا گھر ہوں. میں نہایت تنگی کا گھر ہوں مگر اس شخص کے لئے جس پر اللہ تعالیٰ شانہ مجھے وسیع بنا دے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ نصف شعبان کی رات کو حق تعالیٰ شانہ ملک الموت کو اس سال میں مرنیوالوں کی اطلاع فرما دیتے ہیں ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ روزانہ ہمیشہ جب آفتاب نکلتا ہے تو وہ اعلان کرتا ہے کہ جو نیک کام کرنا ہے کر لے۔ آج کا دن تیری عمر میں پھر کبھی نہیں آئیگا (اسلئے اس دن میں تیری جو نیکیاں لکھی جا سکتی ہوں لکھوا لے)

اور دو فرشتے آسمان سے اعلان کرتے ہیں۔ ایک ان میں سے کہتا ہے اے نیکی کے طلب کرنیوالے خوشخبری لے (اور آگے بڑھ) اور دوسرا کہتا ہے اے برائی کے کرنیوالے بس کر اور رک جا (اپنی ہلاکت کا سامان اکٹھا نہ کر) اور دو فرشتے اعلان کرتے ہیں جن میں سے ایک کہتا ہے یا اللہ خرچ کرنیوالے کو اسکا بدل دے اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ مال کو روک کے رکھنے والے کے مال کو برباد کر. عطا بن یسارؒ کہتے ہیں کہ جب نصف شعبان کی رات ہوتی ہے تو ملک الموت کو ایک فہرست دیدی جاتی ہے کہ اسمیں جن کے نام ہیں ان سب کی اس سال میں روح قبض کرلیجائے۔ یہاں ایک آدمی فرش فروش میں لگا ہوا ہے نکاح کرنے میں مشغول ہے۔ مکان کی تعمیر کرا رہا ہے اور وہاں مردوں کی فہرست میں آگیا" (در منثور)

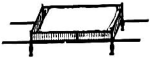 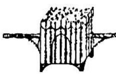

حقیقت ب (۵) . اللہ کے ولی کی روح کی محبوب حقیقی اللہ جل شانہ کے

سامنے حضوری (یعنی وصال کا منظر)

نیک بندہ کی روح کو حضرت ملک الموت اوپر لے جاتے ہیں۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ اسکا استقبال کرتے ہیں۔ یہ فرشتے اسکو حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے بشارتیں دیتے ہیں۔ اسکے بعد جب ملک الموت علیہ السلام اسکو عرش تک لیجاتے ہیں تو وہاں پہنچ کر وہ روح سجدہ میں گر جاتی ہے۔ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہوتا ہے کہ میرے بندے کی روح کو "سدر مخضود و طلح منضود" الایہ (سورۃ واقعہ ع ۱) میں پہنچا دو جب اسکی نعش قبر میں رکھی جاتی ہے تو اسکی نماز اسکے دائیں طرف آکر کھڑی ہو جاتی ہے۔ روزہ بائیں طرف کھڑا ہو جاتا ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت اور اللہ کا ذکر سر کی طرف کھڑا ہو جاتا ہے اور جماعت کی نماز کو جو قدم چلے ہیں وہ پاؤں کی طرف کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور (مصائب پر اور گناہوں سے) صبر قبر کے ایک جانب کھڑا ہو جاتا ہے ۔ نماز روزہ اور گناہ وہاں پر شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

اسکے بعد عذاب اس قبر میں اپنی گردن نکالتا ہے اور مردہ تک پہنچنا چاہتا ہے۔ لیکن وہ اگر دائیں جانب سے آتا ہے تو نماز اسکو کہتی ہے کہ پرے ہٹ یہ شخص خدا کی قسم دنیا میں ہمیشہ مشقت اٹھاتا رہا ابھی ذرا راحت سے سویا ہے۔ پھر وہ بائیں جانب سے آتا ہے تو روزہ اسی طرح اسکو ہٹا دیتا ہے۔ پھر وہ سر کی طرف سے آتا ہے تو تلاوت اور ذکر اسکو روک دیتے ہیں کہ ادھر کو تیرا راستہ نہیں ہے غرض وہ جس جانب سے جانا چاہتا ہے اسکو راستہ نہیں ملتا اس لئے کہ اللہ کے ولی کو ہر جانب سے عبادتوں نے گھیر رکھا ہے۔ وہ عذاب عاجز ہو کر واپس چلا جاتا ہے۔ اس کے بعد صبر جو ایک کونہ میں کھڑا تھا ان عبادتوں سے کہتا ہے۔ کہ میں اس انتظار میں تھا کہ اگر کسی جانب (عبادت کی کمزوری سے) کچھ ضعف ہو تو میں اس جانب مزاحمت کرونگا۔ مگر الحمد للہ کہ تم نے ملکر اس کو دفع کر دیا اب میں (اعمال تلنے کی) ترازو کے وقت اسکے کام آوں گا۔

اسکے بعد دو فرشتے مردے کے پاس آتے ہیں جن کو منکر نکیر کہتے ہیں ان کی شکل بہت ہیبت

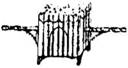

ناک ہوتی ہے وہ تین سوال کرتے ہیں پہلا تیرا رب کون ہے دوسرا تیرا مذہب (دین) کیا ہے تیسرا تیرے نبی کا کیا نام ہے۔ مردہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ جل شانہ ہے جو وحدہ لاشریک لہ ہے میرا دین اسلام ہے میرے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو خاتم النبیین ہیں۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ تو نے صحیح کہا پھر وہ دونوں فرشتے قبر کو چاروں طرف بہت زیادہ وسیع کر دیتے ہیں اور جنت کی طرف سے دروازے اسکی طرف کھول دیتے ہیں وہاں کی ٹھنڈی ہوائیں اور خوشبوئیں آتی رہتی ہیں اور قیامت تک یہی منظر رہے گا۔ اور اسکو حکم ہو جاتا ہے کہ نم کنومۃ العروس یعنی نئی دلہن کی طرح سے آرام کر اس عیش وراحت میں قیامت تک کا زمانہ اٹھنے کے بعد تھوڑا سا معلوم ہوتا ہے۔

اسکے برعکس منافق اور بدعمل کے ساتھ روح نکلنے کے وقت حضرت ملک الموت کے ذریعے اور پھر قبر کی سختی پھر منکر نکیر کا سوال اور جواب نہ ملنے پر مردے کی ہیبت ناک پٹائی اور اس میں دوزخ کی طرف سے دروازہ کھل جانا وغیرہ بہت سخت معاملات قیامت تک پیش آتے ہیں۔ پھر آگے کی منزل حشر پل صراط میں سختی ہوتی ہے جسکی تفصیل " رسالہ موت کی یاد " میں ضرور مطالعہ کرنا چاہئے کہ سر پر کھڑی ہے اور اس سے بچنے کی ابھی سے فکر کرلینا چاہئے پیشاب کی چھینٹوں سے حفاظت۔ رات کو سورۃ تبارک الذی اور سورۃ سجدہ کا پڑھنا مسواک کا عادی ہونا وغیرہ اور تمام گناہوں سے بچنا جو عذاب قبر کا باعث بنتے ہیں اس کا علم حاصل کریں۔

حقیقت الف (۷)

مکتوب گرامی حضرت الحاج ڈاکٹر اسماعیل صاحب مدنی خلیفہ مجاز حضرت شیخ الحدیثؒ حال مقیم کینیڈا۔ جو انہوں نے اپنے ایک مرید صاحب علم کو سہاگ رات کے متعلق لکھا۔

(نوٹ) اگر نکاح میں تاخیر ہو تو اس خط کو نہ پڑھیں بلکہ نکاح کے وقت پڑھیں۔

عزیزم سلمہ

بعد سلام مسنون۔ تمہارے محبت نامہ کے جواب میں ایک عریضہ دو روز قبل لکھا تھا۔ اس خط میں بھی اور اس سے قبل بھی تم نے نکاح اور شب زفاف کے متعلق پوچھا تھا۔ تم خود دینی مدرسہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہو اور اساتذہ سارے علماء ہیں نیز وہاں کراچی کے اندر اتنے علماء

مشائخ موجود ہیں اور ان میں سے تمہاری دعا و سلام بھی ہے اس کے باوجود تم نے ایک ایسے شخص سے سوال کیا جو خود ان پڑھ ہے اور جس کی ساری عمر کالجوں اور ڈاکٹری میں گزری لیکن چونکہ تم نے بہت اصرار سے لکھا ہے اور یہ دوسری دفعہ لکھا اس لئے جو کچھ رطب و یابس ذہن میں ہے منتشر طور پر لکھتا ہوں جوبات میں سمجھا نہ سکوں .اس کو کسی استاد یا طالب علم سے سمجھ لینا

نکاح سے متعلق حدیثیں تو بے شمار ہیں تبرکاً یہ چار حدیثیں لکھتا ہوں

قال رسُولُ الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم : أربع من سنن المُرسَلِین الحیاء و التعطّر والسواك والنكاح

انبیاء علیہم السلام کی سنتوں میں چار مشترک ہیں (۱) حیا (۲) خوشبو لگانا (۳) مسواک کرنا (۴) نکاح کرنا

قال رسُولُ الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم : من تزوج امرأة فقد استكمل الایمان

(جس نے نکاح کیا کسی عورت سے تو اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا)

قال رسُولُ الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم : النّكاحُ مِن سُنّتی

نکاح میری سنت ہے

قال رسُولُ الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم : فمَن رغِبَ عَن سُنّتی فلیس مِنّی

جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں

قول الفقهاء : لیس لنا عبادة شرعیة من عهد آدم الی الآن ثم تستمر فی الجنة الا النكاح

فقہاء نے فرمایا نکاح کے علاوہ شرعی عبادتوں میں سے ایسی کوئی عبادت نہیں جو آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک رہی ہو۔ پھر جنت میں بھی رہے گی۔

نکاح میں اور اس کے متعلقات میں تقریباً ہر جگہ ہی ایسی رسمیں پیدا ہو گئی ہیں جن سے اجتناب ضروری ہے حتی الامکان کوشش کر کے خلاف شرع امور سے بچا جائے اور شریعت کی حدود میں جس قدر گنجائش ہو اسی قدر پر اکتفا کیا جائے شریعت ہی میں کافی وسعت ہے تنگی ہر گز نہیں لیکن آج کل چونکہ غیروں کی تقلید ہی بھلی معلوم ہوتی ہے اور سید المرسلین آقا کی محبت دلوں

فہرست مضامین

میں سے کم ہو گئی ہے اس لئے سنتیں اچھی نہیں معلوم ہوتیں۔ لہٰذا تم جیسے کو چاہئے کہ خلاف شرع امور سے حتی الوسع پرہیز کیا جائے۔ نکاح میں جس قدر سادگی ہو اتنا ہی پسندیدہ ہے

مہر کے بارے میں بھی دین میں وسعت ہے لیکن کم سے کم مہر پسندیدہ ہے ہمارے اکابر مہر فاطمی کو ترجیح دیتے ہیں جو کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لاڈلی بیٹی کے لئے مقرر فرمایا تھا۔

اب شب زفاف کے متعلق کچھ لکھتا ہوں جب اہلیہ کے پاس جاؤ حجرہ میں داہنا پاؤں داخل کریں اور مکان میں داخل ہونیکی دعائیں جو یاد ہوں پڑھیں۔ عام طور سے ایسے موقعوں پر غیر محرم عورتیں سامنے آتی ہیں۔ اور بے پردگی و بے شرمی و غیر شرعی امور کا ارتکاب ہوتا ہے ان سے بچنا ضروری ہے جب خلوت ہو جائے تو اگر پہلے سے باوضو ہوں تو بہتر ورنہ وضو کر لینا بہتر ہے۔ (بعض لوگ دوگانہ شکر کا بھی بتلاتے ہیں لیکن اس کی شرعیت یا استحباب کی تحقیق علماء سے کرلیں) سب سے پہلا کلام زوجہ سے جو ہو وہ سلام مسنون ہو سلام کے بعد سب سے پہلے زوجہ کے پاس بیٹھ کر اس کی پیشانی کے بالوں پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُم اِنِّی أسألكَ خَیرَهَا وَ خَیرَ مَا جَبلْتَهَا علیه. و اَعُوذُبِكَ مِن شَرِّهَا وَ شَرِّمَا جَبِلْتَهَا عَلَیْهِ

ترجمہ:۔ اے اللہ تجھ سے اس کی بھلائی اس کے عادات واخلاق کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس کے شر اور اس کے اخلاق کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

اس کے بعد آہستہ آہستہ کلام کے ذریعے مانوس کیا جائے ایسے موقع پر دین کی باتیں بھی ہوں تو زیادہ مفید ہے۔ تبلیغ والے حضرات تو چھ نمبروں کو بیان کرنا بتلاتے ہیں بہرحال دین کی باتیں بھی باتوں باتوں میں بتلائی جائیں اور ادھر ادھر کی باتیں بھی کرتے رہیں۔ البتہ زوجہ پر یہ بات واضح ہو جانی چاہئے کہ شریعت کی مطابقت میں تم خوش رہو گے اور خلاف شرع امور سے تم ناراض ہو گے۔

گفتگو ہی گفتگو میں اس کو اپنے سے قریب کرتے رہیں یا خود اس کے قریب ہوتے رہیں اور ہاتھ بھی پھیرتے رہیں۔ کبھی کبھی اپنے سے لپٹا بھی لیں اور ہونٹ ور خساروں پر بوسہ بھی دیتے رہیں۔

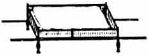

پھر جب صحبت کا ارادہ ہو تو بقدر ضرورت اس کے کپڑے نکالے بالکل ننگا ہونا میاں بیوی کا تو جائز ہے۔ لیکن اچھا نہیں۔ صحبت سے قبل مزید اس کے ساتھ ملاعبت کر لے یعنی اس کے جسم پر ہاتھ پھیرے بالخصوص اس کی چھاتیوں پر خاص طور سے اس کی ابھری ہوئی بوٹی کو انگلیوں سے سہلانا شہوت کو ابھارنے میں بہت مفید[1] ہے نیز پیٹ رانوں وغیرہ پر ہاتھ پھیرنا بھی اس لحاظ سے مفید ہے آئندہ بھی ہر صحبت کے وقت اس سے قبل ملاعبت ضرور کریں عورتوں میں مزاج کی برودت کی وجہ سے انزال تاخیر سے ہوتا ہے اس لئے ملاعبت سے اس کی شہوت کو ابھارنا انزال میں مفید ہے۔

صحبت کے وقت اس کے نیچے کوئی ایسی چیز بچھادیں تاکہ بستر خراب نہ ہو جب عورت باکرہ ہوتی ہے تو اس کی فرج کے منہ پر ایک باریک جھلی سی ہوتی ہے جو پہلی دفعہ کے دخول کی وقت ٹوٹتی ہے جس سے تھوڑا سا خون بھی نکلتا ہے۔ یہ جھلی بعض امراض کی وجہ سے بھی اور بعض اوقات چوٹ لگنے سے بھی حتیٰ کہ چھلانگ لگانے سے بھی ٹوٹ جاتی ہے۔

لہٰذا اگر بالفرض وہ جھلی ٹوٹی ہوئی ہو تو بدگمانی نہیں کرنی چاہئے۔ صحبت کرنے سے قبل یہ دعا پڑھے۔

بسم اللہ اَللّٰھُمَّ جَنِّبنَا الشَّیطَانَ وَ جَنِّبِ الشَّیطَانَ مَارَزَقتَنَا

میں اللہ کا نام لیکر یہ کام کرتا ہوں اے اللہ ہمیں شیطان سے بچا اور جو اولاد ہم کو دے اس سے بھی شیطان کو دور رکھ۔

نوٹ: حضرت مؤلف قدس سرہ نے اپنے وصال سے چند ماہ قبل چند جگہوں پر عبارات حذف فرمائیں اسی ترمیم شدہ نسخے کے مطابق کتاب کو شائع کیا جارہا ہے۔ (از ناشر)

آئندہ بھی ہر دفعہ جماع کے وقت یہ دعا پڑھے اور اہلیہ کو بھی سکھادیں کہ وہ بھی پڑھ لیا کرے جماع کے دوران بات چیت زیادہ نہ کرے ایک حدیث میں ہے۔

لاتكثروا الكلام عند مجامعة النساء فإن منه يكون الخرس والفافأ اوكما قال عليه الصلاة والسلام

(جماع کے وقت کلام زیادہ مت کرو. اس سے گونگاپن اور توتلاہٹ پیدا ہوتی ہے)

عین انزال کے وقت دل ہی دل میں یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ لِلشَّيْطَانِ فِيمَا رَزَقْتَنِي نَصِيْبًا

اے اللہ جو اولاد مجھ کو دے اس میں شیطان کا کچھ حصہ نہ کر

اپنا انزال ہو جائے تو اس کے بعد تھوڑی دیر تک مشغول رہیں تاکہ اہلیہ کا بھی انزال ہو جائے جماع کے وقت کوئی کپڑا وغیرہ اوپر اوڑھ لیا جائے تو افضل ہے (قالت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا. کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذااتی اھلہٗ غطی راسہ) (جماع کے وقت آپ سر ڈھانپ لیا کرتے تھے) اس سلسلہ میں یہ بھی ادب ہے کہ جس قدر ہو سکے اخفاء ہونا چاہئے کہ لوگ دیکھ یا سن نہ سکیں:

لايجامع بحيث يراهما احد او يسمع حسهما اوتقبيلها ولا يباشرها عند احد

(ایسی جگہ کہ کوئی ان کی حرکات کو دیکھ یا سن رہا ہو جماع نہ کرے)

جب جماع سے فارغ ہو جائے تو ذکر وغیرہ کو کپڑے سے خشک کر لے اگر دوبارہ جماع کا ارادہ ہو تو ضروری ہے کہ ذکر کو دھو کر پاک کر لیا جائے ناپاک سے صحبت کرنے کو ناجائز بتاتے ہیں۔ درمیان میں وضو بھی کر لیا جائے تو افضل ہے اخیر میں جب سونا چاہیں تو افضل یہ ہے کہ غسل کر کے سوئے اور اگر غسل صبح کو کرنے کا ارادہ ہو تو وضو کر کے سوئے اور صبح اٹھ کر غسل کر لے۔

صحبت کے لئے نشست کا کوئی خاص طریقہ شرعاً ضروری نہیں ہے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہر نوع کا رواج معلوم ہوتا ہے (کماورد فی حدیث ابی داؤد.

فہرست مضامین

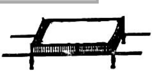

وکان هذا الحي من قريش يشرحون النساء شرحا منكر ايتلذذون منهن مقبلات ومستدبرات ومتقلبات (۲) البتہ «اذاقعد بين شعبها الاربع والزق الختان الختان»

(جب عورت کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھ جائے اور دونوں کے مختون حصے خوب مل جائیں)

---

(۲) قریش کا یہ قبیلہ بہت بری طرح سے عورتوں سے لذت لیتے ہیں کبھی چت. پٹ اور کبھی کروٹ لٹا کر۔ الٹا لٹا کر جماع کو یہود ناجائز کہتے تھے مگر قرآن پاک میں اس کی اجازت ہے چنانچہ ارشاد ہے

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُم

یعنی عورتیں تمہاری کھیتی ہیں سو جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو

ف یہود عورت کی پشت کی طرف ہو کر وطی کرنے کو ممنوع کہتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اس سے بچہ احول (بھینگا) پیدا ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو اس پر یہ آیت اتری تمہاری عورتیں تمہارے لئے بمنزلہ کھیتی کے ہیں جس میں نطفہ بجائے تخم اور اولاد بمنزلہ پیداوار کے ہے یعنی اس سے مقصود اصلی صرف نسل کا باقی رکھنا اور اولاد کا پیدا ہونا ہے سو تم کو اختیار ہے آگے سے یا کروٹ سے یا پس پشت سے پڑ کر یا بیٹھ کر جس طرح چاہو مجامعت کرو مگر یہ ضرور ہے کہ تخم ریزی اسی خاص موقع میں ہو جہاں پیداواری کی امید ہو یعنی مجامعت خاص فرج ہی میں ہو لواطت ہرگز ہرگز نہ ہو یہود کا خیال غلط ہے کہ اس سے بچہ احول پیدا ہوتا ہے۔

(ترجمہ و حاشیہ حضرت شیخ الہندؒ)

لواطت یعنی عورت یا مرد کے پاخانے کے مقام میں عضو کو داخل کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ فعل حرام ہے اس پر لعنت اور وعیدیں آئی ہیں اسی طرح سے حالت حیض میں بھی صحبت نہ کی جائے قرآن پاک میں صاف طور سے منع فرمایا گیا ارشاد ہے

وَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ

(ترجمہ حالت حیض میں عورت سے الگ تھلگ رہو)۔

ان افعال میں جسمانی نقصانات بھی بہت ہیں مرد کو آتشک سوزاک جیسے خبیث مرض اور عورت کو بے قاعدگی حیض سیلان الرحم وغیرہ۔ مکتوب گرامی میں جو بیٹھ کر صحبت کرنے کا طریقہ حدیث پاک کی روشنی میں لکھا ہے اس میں عورت کی ٹانگیں اوپر کرنے سے چونکہ رحم کا منہ سامنے آجاتا ہے۔ اس لئے عورت کو لذت بھی زیادہ آتی ہے

والی حدیث سے حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہ العالی نے مستنبط فرمایاہے کہ عورت کو سامنے چت لٹا کر دونوں ٹانگیں نیم کھڑی کر کے اس کے بالمقابل مرد بیٹھ کر صحبت کرے۔ واللہ اعلم۔

یہ طریقہ طبی لحاظ سے بھی اور سب طریقوں سے بہتر ہے اگر تم سامنے ہوتے تو اچھی طرح بتلا کر سمجھا دیتا لکھنے میں تو معلوم نہیں سمجھ میں آسکے یا نہیں صحبت کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ مستقبل القبلہ نہ ہونا چاہئے اور نہایت ضروری بات یہ ہے کہ میاں بیوی کے درمیان اس وقت جو قول اور فعل ہو اس کو کسی سے نقل نہ کرے۔

آئندہ بھی ہر جماع کے وقت ان ہی باتوں کا لحاظ ضروری ہے۔ مزید ایک بات یہ کہ یہ عورت کے ذمہ ہے کہ پہلے سے کپڑے کا خود انتظام کر لے۔ جس سے عضو خاص کو خشک کیا جائے

مکرر لکھتا ہوں کہ شریعت کا پاس ہر وقت اور ہر جگہ نہایت ضروری ہے لیکن مصلحت اور حکمت سے کام لیا جائے۔ لڑائی جھگڑا فتنہ فساد ہر گز نہ ہونا چاہئے۔

اہلیہ پر یہ ضرور واضح ہو جانا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ شانہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کروں گی تب ہی میرا شوہر خوش ہو گا اور اللہ رسول کی ناراضگی میں میرا شوہر بھی ناراض ہو گا اور آئندہ کے تعلق کی بنیاد ہی اسی پر ہو ایک اور نہایت ضروری بات بھی لکھ دوں کہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے اس میں ٹیڑھا پن ہونا ضروری ہے بالکل سیدھا کرنے کی کوشش کرنا مضر ہو سکتا ہے بس اس کے ٹیڑھے پن کے ساتھ ساتھ ہی اس سے کام لینا چاہئے ورنہ مستقبل میں بہت نقصان دہ ہونے کا اندیشہ ہے اللہ تعالیٰ شانہ نے دو حیثیتیں ذکر فرمائیں ہیں ایک قوامیت (الرجال قوامون علی النساء[۳]) اور دوسری مودت و رحمت

(خَلَقَ لَكُم مِّنْ اَنفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً الاية)

تعلقات کے استوار ہونے کے لئے ان دونوں صفتوں میں اعتدال ضروری ہے اگر قوامیت غالب

---

(۳) اس میں بندہ کا رسالہ فضائل النساء مطالعہ کریں اس میں بیان القرآن اور بہشتی زیور سے بہت ضروری باتیں لکھی ہیں (محمد اقبال)

آ جائے تب بھی اچھا نہیں اور مودت اور رحمت کا غلبہ بھی مناسب نہیں۔ جہاں گڑ بڑ ہوتی ہے ان میں اکثر یہی وجہ ہوتی ہے کہ دونوں میں سے ایک غالب دوسری مغلوب ہو جاتی ہے۔ لہٰذا افراط و تفریط سے بچتے ہوئے اعتدال کی راہ اختیار کی جائے۔ چونکہ یہ خط ایک ہی مجلس میں دفتر میں بیٹھ کر لکھا ہے اس لئے ممکن ہے کوئی ضروری بات رہ گئی ہو الفاظ میں کچھ غلطی ہو گئی ہو لیکن تم تو خود مولوی ہو ٹھیک کر کے سمجھ لینا۔ فقط والسلام

صحبت کا مناسب وقت: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (عشاء کی نماز کے بعد) شب کے نصف حصے میں استراحت فرماتے تھے اس کے بعد تہجد پڑھتے رہتے تھے یہاں تک کہ اخیر شب ہو جاتی تب وتر پڑھتے اس کے بعد اپنے بستر پر تشریف لے آتے۔ اگر رغبت ہوتی تو اہل کے پاس تشریف لے جاتے یعنی صحبت کرتے پھر صبح کی اذان کے بعد اٹھ کر اگر غسل کی ضرورت ہوتی تو غسل فرماتے ورنہ وضو فرما کر نماز کے لئے تشریف لے جاتے

ف اطباء کے نزدیک صحبت کے لئے بہترین وقت اخیر شب ہے کہ وہ اعتدال کا وقت ہے نیز سو کر اٹھنے کے بعد طرفین کی طبیعت بھی نشاط پر ہوتی ہے اول شب میں پیٹ بھرا ہوتا ہے ایسی حالت میں صحبت مضر ہوتی ہے اور بھوک کی حالت میں زیادہ مضر ہے اخیر شب کا وقت اس لحاظ سے بھی اعتدال کا ہوتا ہے لیکن یہ سب طبی مصالح ہیں شرعاً جواز ہر وقت حاصل ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اول شب اور دن کے مختلف اوقات میں صحبت کرنا ثابت ہے البتہ بعض مشائخ نے لکھا ہے کہ عین نماز کے وقت اگر صحبت کی جائے اور اس سے حمل ٹھہر جائے تو وہ اولاد والدین کی نافرمان ہوتی ہے۔ (خصائل نبوی)

نوٹ:۔ حضرت ڈاکٹر صاحب زید مجدہم کے مکتوب میں ماشاء اللہ تقریباً تمام ضروری باتیں اختصار کے ساتھ آ گئی ہیں۔ یہ نوٹ بالکل عامی حضرات کے لئے ہے یہ بھی ملحوظ رہے کہ تشریح کرنے سے مقصود صرف دنیاوی لذت نہیں بلکہ اس میں دینی صلاح بھی مضمر ہے چنانچہ حضرت الامام ابو الفرج عبد الرحمن بن علی المعروف بابن جوزیؒ اپنی دعاؤں میں کہتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ قَوِّ ذَکَرِیْ فَاِنَّ فِیْہِ صَلَاحًا لِّاَھْلِیْ

یعنی یااللہ میرے ذکر (عضو) کو مضبوط کر دے کیونکہ اس میں میرے گھر والوں کی دین و دنیا کی صلاح ہے۔ شیطان ابلیس چونکہ فساد پھیلانے میں بہت ہی تجربہ کار ہے اس نے ایک روز اپنے کارکنوں کو جمع کر کے ان کی کارگزاری سنی کسی نے کہا کہ حضور میں نے اتنے زنا کروائے دوسرے نے کہا اتنی چوریاں کرائیں کسی نے شراب لڑائی قتل وغیرہ کرانے کا ذکر کیا۔ مگر ابلیس زیادہ خوش نہیں ہوا کہا خیر کچھ تو کیا۔ مگر ایک بوڑھے شیطان نے کہا میں نے دو میاں بیوی میں لڑائی کرا دی اس کو سن کر بہت خوش ہوا اور شاباش دی کہ تم نے سب سے بڑا کام کیا۔
میاں بیوی کی لڑائی میں معاشرہ میں بہت خرابی پیدا ہوتی ہے عورتوں میں بد کاری مردوں میں آوارگی اور دو خاندانوں میں دشمنی، ظلم، طلاق، اغوا اور اولاد کا خراب ہونا وغیرہ مفاسد پیدا ہوتے ہیں ان کا سب سے بڑا سبب مردی قوت کی اور عورت سے رغبت کی کمی ہوتی ہے۔ مرد تو آزاد ہوتے ہیں عورتیں اگر خراب ہوتی ہیں تو اکثر مردوں کی غیرت گوارا نہیں کرتی یا ظلم ہوتا ہے اس کے برعکس اگر مرد اپنی قوت سے عورت کو خوش رکھے تو عورت ہر طرح کی مفلسی، پردیسی اور دیگر تکالیف کو خوشی سے برداشت کرتی ہے اسی جنسی خواہش اور ضرورت کی خاطر اپنے ماں باپ سے دور رہنا گوارا کرتی ہے اور خاوند کے ساتھ یک جان دو قالب کی طرح ہوتی ہے آج کل ماحول کی خرابی اور دین سے لاپرواہی کی وجہ سے اکثر لڑکے غلط کاریوں کی وجہ سے شادی سے پہلے ہی کمزور ہو جاتے ہیں اسی حالت میں شادیاں ہو جاتی ہیں طبّی علاج اور خوراک کا اہتمام کرنے کے ساتھ مندرجہ ذیل امور کو اختیار کرنے سے گزارہ ہو جاتا ہے بیوی بھی مطمئن ہو جاتی ہے۔
غسل طہارت اور احرام کی جنایات کے مسائل بیان کرنے میں صاف صاف لکھنے کی شرعی ضرورت ہے جس میں بزرگوں نے علماء نے کبھی تکلف نہیں کیا۔ اردو میں زبدۃ المناسک، معلم الحجاج اور بہشتی زیور جو عورتوں اور بچیوں کے لئے ہے اس میں صاف صاف مسائل بیان فرمائے گئے ہیں گزشتہ دور میں لڑکوں میں آج کل کی طرح غلط کاریوں کی کثرت نہیں تھی اور صحبتیں اچھی تھیں اس لئے اردو میں بزرگوں نے وضاحت نہیں کی معاشرہ کی خرابی کے اسباب میں اول درجہ تو ٹی وی کا ہے دیگر فحش لٹریچر و گانے تصاویر عریانی وغیرہ سینکڑوں چیزیں ہیں۔
ایک بات مالدار اور دیندار گھروں میں قابل توجہ ہے کہ جدید غسل خانوں کے اندر قد آدم

آئینے لگے ہوئے ہوتے ہیں جس میں کھڑے ہونے سے اپنا ستر دکھائی دیتا ہے جو غیر شادی شدہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے بعض اوقات شہوت انگیز ہوتا ہے۔

حدیث پاک میں انصار کی عورتوں کی تعریف میں فرمایا گیا ہے کہ ان کو شرعی مسائل پوچھنے میں طبعی حیا مانع نہیں ہوتی چنانچہ عورت کے احتلام کی بابت ایک انصاریہ نے خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے اور اس کو جواب فرمایا گیا۔

قابل تقلید اور سبق آموز واقعات

بانی دار العلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کی سہاگ رات

حضرت نانوتوی ؒ کی شادی کا قصہ بہت مشہور ہے۔ سوانح قاسمی ص ۵۰۷ میں حضرت کی اہلیہ محترمہ کی روایت درج کی ہے۔ وہ فرمایا کرتی تھیں کہ میرے والد شیخ کرامت حسن رئیس دیوبند نے جب حضرت سے نکاح کر کے مجھے رخصت کیا تو اس زمانہ کے لحاظ سے جہیز بہت بڑا اور عظیم الشان دیا۔ جس میں قیمتی زیورات، کپڑے اور تانبے کے برتنوں کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ حضرت جب شب اول میں تشریف لائے تو آتے ہی نوافل شروع فرمائے۔ نوافل سے فارغ ہونے کے بعد میرے پاس تشریف لائے۔ انتہائی سنجیدگی اور متانت سے فرمایا "جب کہ تم کو اللہ نے میرے ساتھ وابستہ کر دیا تو نبھاؤ کی ضرورت ہے مگر بصورت موجودہ نبھاؤ میں دشواری ہے کہ تم امیر ہو اور میں غریب نادار ہوں صورتیں اب دو ہی ہیں یا میں بھی تونگر بنوں یا تم میری طرح نادار بن جاؤ۔ اور میرا امیر بننا تو دشوار ہے اس لئے آسان صورت دوسری ہو سکتی ہے کہ تم میری طرح ہو جاؤ، کچھ اور بھی اسی طرح فرمایا۔ اخیر میں یہ فرمایا کہ اگر تم کو کسی بات کا حکم دوں جس میں تمہارا ہی نفع ہو تو کیا تم کو مجھ پر اعتماد ہو گا؟ کئی بار فرمانے پر بالآخر میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ پر پورا اعتماد ہے۔ اس پر حضرت نے فرمایا۔ اچھا سب زیور اتار کر مجھے دے دو اور جس قدر تمہارے ساتھ کپڑے اور برتن ہیں ان کا بھی مجھے اختیار دیدو۔ اس پر حضرت کی اہلیہ نے بغیر کسی تذبذب اور دغدغہ کے عرض کیا کہ آپ کو کلی اختیار ہے۔ اور پھر علی الصباح تمام زیورات تمام جوڑے کپڑوں کے اور سارے برتن جو ہزاروں روپے کا سامان تھا سب کا سب چندہ سلطانی میں دے دیا (خلافت اسلامیہ ترکی کیلئے اس وقت ہندوستان میں چندہ ہو رہا تھا) آگے

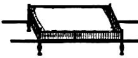

حضرت کی اہلیہ ہی فرماتی ہیں کہ جب میں دیوبند واپس ہوئی تو رئیس باپ نے میرے ہاتھ پاؤں، ناک کان کو خالی دیکھ کر پوچھا کہ زیور کیا ہوا؟ انہوں نے جو واقعہ پیش آیا تھا سب والد کے سامنے دہرا دیا۔ شیخ کرامت حسین صاحب زبان سے تو کچھ نہ بولے، لیکن اس خیال سے کہ بچی اعزہ اقرباء کے سامنے ننگی بنی ہوئی کب تک رہے گی پھر از سر نو پورا جہیز تیار کیا۔ حضرت کی اہلیہ فرماتی ہیں "میں پھر لد پھند کر دوبارہ سسرال پہنچی، رات کو حضرت تشریف لائے پھر ترغیب آخرت سے گفتگو شروع ہوئی اور کل کی تیاری کیلئے آج کا اختیار پھر لینے کی خواہش ظاہر کی۔ اختیار جو پہلے ہی دیا جا چکا تھا اس کی واپسی کا سوال ہی کب پیدا ہوا تھا، کہہ دیا گیا کہ آپ مختار ہیں۔ اور پھر صبح ہی یہ ہزاروں روپے کا سامان پھر سلطانی چندہ میں دے ڈالا"۔ حضرت کی اہلیہ محترمہ عموماً کہا کرتی تھیں کہ اس کے بعد میرے قلب سے روپے پیسے اور زیور وغیرہ کی محبت ہی قطعاً نکل گئی، بلکہ ان اشیاء سے ایک قسم کا تنفر پیدا ہو گیا۔ پھر عمر بھر نہ میں نے زیور بنوایا اور نہ فاخرہ لباس کی مجھ میں کبھی ہوس یا آرزو پیدا ہوئی۔

سہاگ رات کے واقعہ کا اثر آخر تک

مولانا الحاج قاری طیب صاحب ارقام فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت نانوتویؒ کے کسی معتقد نے ایک چادر بیش قیمت اور ایک عدد زیور طلائی بی بی صاحبہ کی ملک کر کے بھیجا، حضرت نے ان تک یہ امانت تو پہنچا دی لیکن ادائے امانت کے بعد اپنے اختیار کی جو بات تھی بی بی صاحبہ کے سامنے بہ ایں الفاظ پیش کرنے لگے کہ فی الحقیقت چادر اور زیور سے دل خوش ضرور ہوتا ہے۔ لیکن چند روز کے استعمال سے یہ دونوں ہی چیزیں خراب ہو جائیں گی۔ اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ جو کام اس ریشمیں چادر سے نکلے گا وہی لٹھے کی سفید چادر سے بھی نکل سکتا ہے، خداوند تعالیٰ ان کے عوض عاقبت میں پائیدار لباس اور زیور عطاء فرمائیں گے۔ اس پر بی بی صاحبہ نے دونوں کو فوراً دے دیا اور دل پر میل نہ آیا۔ (سوانح قاسمی ص ۵۱۵)

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب نور اللہ مرقدہ نے بھی گنگوہ کے قیام میں بہشتی زیور کے قرضہ میں میری والدہ کا سارا زیور لے کر ایک صاحب کے پاس گروی رکھا تھا، وہ بھی ایک صاحبزادے تھے اور اپنے آپ کو بڑا ہوشیار سمجھتے تھے، انہوں نے ان

سارے زیورات کو گلا کر سونے کی ایک ڈلی بنالی اور جب والد صاحب نے پوچھا کہ یہ آپ نے کیا کیا؟ فرمانے لگے حضرت آج کل سونے کی قیمت زیادہ ہے۔ والد صاحب چپ ہوگئے اور والدہ نے بھی کہہ دیا کہ میں اس کا زیور تو دوبارہ بنوانے سے رہی، شوق کے دن پورے ہوگئے. اب آپ ہی اس کو اپنے قرضہ میں لے لیجئے۔

تھوڑی سی مناسبت سے ایک اور واقعہ بھی لکھدوں۔ ۴۷ھ میں میری بچیاں حج کو گئیں، میں نے ان سے کہہ دیا کہ سب اپنا اپنا زیور دے دو جس کے پاس جتنی کسر رہ جائے گی وہ میں پوری کر دوں گا۔ بہت ہی شوق سے سب نے اپنا زیور دے دیا۔ اس سفر میں حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ بھی ساتھ تھے اور عزیزان مولوی یوسفؒ اور مولوی انعام بھی۔ آپ بیتی میں یہ قصہ مفصل آچکا ہے۔

اللہ والوں کی دنیا (تجارت) کا ایک نمونہ

اوپر کے قصے میں بہشتی زیور کے قرضے کا لفظ آیا ہے ولی کامل حضرت علامہ مولانا یحیٰ صاحب جو قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کے والد اور استاد بھی تھے اور تعلیم و تربیت میں بے نظیر بہترین مجتہد تھے جن کے خصوصی کمالات اور فضائل ان کے حالات میں چھپے ہوئے ہیں وہ اپنے کو تاجر کتب لکھتے تھے انکی تجارت کا ایک پہلو یہاں لکھا جاتا ہے۔

بہشتی زیور مصنفہ حضرت حکیم الامت چھپواتے تھے جس کے ایک جز پر ساڑھے سات پیسے لاگت آتی تھی طباعت کے خرچے کے لئے بھی قرض لینا پڑتا تھا پھر اس جز کو جس کی ساڑھے سات پیسے پڑت تھی غریب تاجران کتب کو سات پیسے میں ادھار بیچ دیتے تھے کہ کتاب فروختگی کے بعد پیسے ادا کرنا۔ چنانچہ ان کے وصال کے بعد کافی عرصہ تک تاجر لوگ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو ادائیگی کرتے رہے۔

فہرست مضامین

ایک صاحب کی سہاگ رات

(جس نے اپنا نام ظاہر نہیں کرنا چاہا)

اس تحریر میں موصوف اور ان کی بیوی کی پہلی رات کی گفتگو لکھی جاتی ہے۔ (ان کو دولہا اور بیوی کو دلہن لکھیں گے)۔ حضرت ڈاکٹر اسماعیل صاحب مدنی کے خط کے مطابق (جو پہلے تحریر ہوا) تخلیہ میں پہلی ملاقات کے بعد دونوا ں نے نفلیں پڑھیں پھر دعاء مسنون کے بعد باتیں شروع کر دیں۔

دولہا۔ اللہ کا بہت شکر ہے کہ تم مجھے مل گئیں یہ میری بڑی خوش قسمتی ہے تمہاری جیسی نیک اور خوبصورت تو میں نے کبھی اور دیکھی ہی نہیں۔ ہم اللہ پاک کے حکم کے مطابق جمع ہوئے اور ایک ہو گئے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتیں بھی مردوں ہی کے اجزاء ہیں۔ اب گویا ہم دونوں ایک ہیں اسی لئے کوئی پردہ بھی نہیں جیسے اپنے آپ سے پردہ نہیں ایسے ہی آپس میں بھی کوئی پردہ نہیں رہا ہماری اچھائی برائی نفع نقصان سب ایک ہے تمہاری اچھائی میری اچھائی. میری بھلائی تمہاری بھلائی میری پیاری تم میری میں تیرا۔ اب ہم کو تاحیات اس طرح ہی ہو کر رہنا چاہئے اس کے بعد اللہ تعالیٰ جنت میں بھی ہمیشہ ہمیشہ اکٹھا رکھے۔

ہر انسان کے اندر کچھ خوبیاں اور کچھ نقائص بھی ہوتے ہیں انسان کو اپنی خوبی تو نظر آتی ہے لیکن اپنے بہت سے نقائص نظر نہیں آتے اور دوسروں کو نظر آجاتے ہیں۔ جیسے چہرے پر کوئی داغ ہو تو اپنے آپ کو نظر نہیں آئیگا۔ دوسرا ہی بتائے گا اسی لئے ہم کو چاہئے کہ ایک دوسرے کے اندر کمی کی بات دیکھیں اس کو بتادیں جیسے آئینہ بتادیتا ہے گویا کہ ہم ایک دوسرے کا آئینہ بن جائیں اس کے بعد پیار کرتے کرتے دولہا نے کہا کہ مجھے تو آپ کے اندر کوئی نقص نظر نہیں آتا بہت ہی اچھی ہو اب تم بتاؤ کہ میرے اندر کیا کیا نقص ہیں۔ دلہن سے بہت زیادہ شرم کے مارے بولا بھی نہیں جاتا تھا مگر دولہا نے اصرار کر کے اور لمبی باتیں کر کے پیار محبت کے ساتھ بے تکلف کر کے پوچھا تو پہلے اس نے کہا کوئی بات نہیں سب ٹھیک ہے پھر زیادہ اصرار کیا تو دبی زبان سے کہا کہ میرے لئے سب ٹھیک ہے لیکن میری سہیلیاں کہہ رہی تھیں کہ تمہارے شوہر کی داڑھی بہت لمبی ہے ذرا چھوٹی ہوتی تو ٹھیک تھا دولہا نے فوراً جواب دیا بہت اچھی بات کہی یہ کمی

تو بہت آسانی سے دور ہو سکتی ہے صبح اس کو چھوٹی کرالیں گے تم کہو تو بالکل ہی ختم کر دیں۔

دلہن نے کہا نہیں بالکل نہیں ذرا جیسے بابو لوگ رکھتے ہیں اسی طرح کی۔ دولہا نے کہا بالکل ٹھیک ہے صبح ٹھیک ہو جائیگی۔ تھوڑی دیر اور محبت کی باتیں کرنے کے بعد دولہا نے کہا مگر ایک بات کا فکر ہے کہ فلاں مولوی صاحب کے پاس جاتا ہوں وہ تو ناراض ہوں گے چلو ان سے نہ ملوں گا اور تبلیغی جماعت کے وہ ہمارے ہمسائے جو ایس ڈی او صاحب لمبی داڑھی والے ہیں وہ بھی شاید برا مانیں ان سے بھی نہیں ملوں گا۔ ہاں دو چار دفتر کے دوست داڑھی منڈے ایسے ہیں جو خوش بھی ہونگے کہ ہماری پارٹی میں آ گیا اور اندر سے گھٹیا بھی سمجھیں گے کہ بیوی کی خاطر آتے ہی داڑھی کٹا دی۔ دلہن نے یہ بات سن کر کہا کہ یہ بات تو فکر کی ہے اسی طرح رہنے دیں ٹھیک ہے۔ دولہا نے کہا وعدہ ہو چکا ہے یہ تو صبح ضرور کٹے گی باقی اتنی بات ہے کہ آپ دماغ پر زور دیکر کوئی ایسی ترکیب بتائیں کہ دونوں پارٹیاں خوش رہیں دلہن نے کہا یہ تو ممکن نہیں دولہا نے کہا کہ پھر ایسا کرتے ہیں کہ ایک پارٹی کو خوش رکھتے ہیں دوسری کی پروا نہیں کرتے دونوں میں کونسی پارٹی کو خوش رکھنا ہے اس کے متعلق سوچ لیتے ہیں۔

دراصل آدمی اسی کے فیشن کو اختیار کرتا ہے اس کو خوش کرتا ہے جو عقل والا اور عزت والا ہوتا ہے دلہن نے کہا بالکل ظاہری بات ہے۔ دولہا نے کہا اس کا فیصلہ کون کرے عقل اور عزت والا کون گروہ ہے کوئی ایک گروہ کے متعلق کہتا ہے کوئی دوسرے گروہ کے متعلق کہتا ہے جس کا جواب دلہن کی سمجھ میں نہ آیا خاموش ہو گئی دولہا نے کہا کہ چلو جس نے عقل کو پیدا کیا عزت ذلت اور سب چیز کا مالک ہے وہی ہمارا رب ہے اسی کے قبضے میں سب چیز ہے اسی کے پاس جاتا ہے۔ عقل اور عزت کے متعلق اس کا کیا فیصلہ ہے نافرمانوں کے متعلق اس نے اپنے کلام پاک میں فرمایا۔ اولٰئک کالانعام بل ھم اضل۔ یعنی وہ انسان حیوانوں کی طرح بے عقل ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بدتر۔ فرمانبردار گروہ کے متعلق فرمایا۔ اولئک ھم اولوا الالباب۔ یعنی صرف یہی لوگ ہیں جو عقل والے ہیں اور عزت ذلت کا مالک تو وہ ہے جس کو چاہے عزت دے اور جس حالت میں چاہے عزت دے ہم نے دیکھا فرمانبرداروں کی نافرمان بھی عزت کرتے ہیں حتیٰ کہ ان کی قبر کی مٹی کا بھی احترام کرتے ہیں مٹی بھی دلوں پر حکومت کرتی ہے۔

اب دلہن صاحبہ نے کہا میں ساری بات سمجھ گئی ہوں دل سے۔ یہ داڑھی اسی طرح سے

اچھی ہے اور خوبصورت ہے اس کو نہ چھیڑنا دولہانے کہاجو وعدہ ہو چکا ہے وہ تو کرنا ہے۔ اب دلہن نے اصرار کر کے اور خوشامد کر کے نہ کٹوانے پر منوایا۔ اس گفتگو کے ضمن میں یہی ذہن نشین کرایا گیا کہ ہماری دنیا اور آخرت کی عزت راحت سکون اور ہر قسم کی بھلائی دین ہی میں چلنے پر ہے اس وقت محبت کے جذبات تو ہوتے ہی ہیں وہ باتیں دل میں اتر گیں اور شوہر کا طرز فکر اور دینی جذبات دل میں اتر گئے۔ جس کا اثر الحمد للہ آخر عمر تک ہے۔

دوسرا واقعہ شفون کا دوپٹا۔

دلہن انہی شروع کے ایام میں جہیز میں آئے ہوئے شفون کا باریک دوپٹا اوڑھ کر نماز پڑھتی رہی۔ جس سے ستر کھلا ہونے کی وجہ سے عورت کی نماز بالکل نہیں ہوتی۔ دولہا صاحب دیکھتے رہے اور مسئلہ نہیں بتایا لیکن دن رات اور کوئی کام نہیں تھا فراغت تھی ایک تو تبلیغی نصاب تھوڑا تھوڑا دلہن سے سننا شروع کر دیا اور کچھ قرآن شریف کا ترجمہ پڑھانا شروع کر دیا ترجمے کا تو بہانہ تھا دینی جذبات اور ایمان کی پختگی اور آخرت کا یقین اور اللہ رسول کی محبت پیدا کرنے والی باتوں کا تذکرہ ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ پندرہ روز کے بعد آہستہ سے کہا کہ اس دوپٹے سے نماز نہیں ہوتی وجہ بھی بتلادی وہ بے تکلف تو ہو گئی تھی بہت ناراضگی سے کہا کہ اتنے دن ہو گئے پہلے دن کیوں نہیں بتادیا میری نمازیں گئیں جواب دیا گیا کہ نمازیں اب قضا پڑھ لینا لاعلمی کا گناہ ضرور ہوا اس کے لئے استغفار کر لینا۔ لیکن اگر اس وقت مسئلہ بتا دیا جاتا۔ تو ڈر کے مارے کچھ نہ بولتی لیکن دل میں گناہ سے بڑھ کر کفریہ خیال آ سکتے تھے کہ فلاں مفتی صاحب مولوی صاحب پیر صاحب کی لڑکیاں تو پڑھتی ہیں (جو کہ واقعات ہیں)۔ یہ بابو صاحب زیادہ مولوی صاحب ہیں اتنی سختی کہاں ہے یعنی بغاوت کا جذبہ ہوتا جس کا ساری زندگی پر اثر پڑتا ہے مثل مشہور ہے جب توا گرم ہو جائے تب روٹی ڈالنی چاہئے ورنہ ٹھنڈے توے پر روٹی خراب ہو جاتی ہے اب تم نے دین کو سمجھ لیا اور اس کے احکام کی عظمت دل میں آ گئی تب بات بتائی گی۔

تیسرا واقعہ۔ گربہ کشتن روز اول۔

یہ واقعہ حضرت شیخ الحدیثؒ سے سنا ہوا ہے کہ شروع شروع میں اس کے مثل معاملہ کر لینا چاہئے۔ کسی بہانے یا کسی واقعہ کے ذیل میں ہو مناسب طریقہ سے جس سے شوہر کے مزاج کا

پتہ چل جائے۔ ضرب المثل واقعہ مندرجہ ذیل ہے۔

دو بھائی تھے بڑا سادے مزاج کا تھا اور چھوٹا ہوشیار تھا اور دو بہنیں تھیں بہت ہی خوبصورت تھیں ان کو اپنی خوبصورتی پر بڑا ناز تھا انھوں نے یہ طے کیا کہ جو ہم سے سو جوتیاں روزانہ کھانے پر تیار ہو اس سے شادی کریں گے۔ اس شرط کو سن کر کوئی جرات نہیں کرتا تھا۔ چھوٹے بھائی نے بڑے کو سمجھایا۔ بھائی جان ہم لوگوں کو یہ شادی کر لینی چاہئے بہت خوبصورت ہیں ان کی بچپن کی بات ہے روز روز کون مارتا ہے ماریں بھی تو ہاتھ ہی تھک جائیگا بڑا بے وقوف تیار ہو گیا دونوں کی شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی پہلے بڑے کی ہو گی اس کے ایک ماہ بعد دوسرے کی ہو گی چنانچہ بڑے صاحب کی شادی ہو گئی ڈرتا ڈرتا بیوی کے پاس پہنچا اس نے جوتا اتار کر سر پر مارنا شروع کیا سو پورے کر دیئے بس شرط کے بعد خلوت وغیرہ ہوئی۔ یہ معاملہ روز ہوتا رہا سر کے بال سارے ختم۔ اتنے میں چھوٹے بھائی نے ایک بلی کا بچہ پال لیا اور جب کھانے پر بیٹھتا تو بلی پاس آ بیٹھتی اس کو بھی ایک آدھ بوٹی ڈال دیتا مہینے کے بعد اب شادی کا دن آ گیا نکاح ہو گیا اور یہ دوستوں کو لیکر اپنے کمرے میں باتیں کرتا رہا مجلس جمار کھی تھی کافی دیر بعد گھر سے پیغام آنا شروع ہوئے کہ کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے اندر بلا رہے ہیں اس نے پیغام لانے والے کو وہیں بیٹھے بیٹھے گرج دار آواز کے ساتھ جھڑ کا سارے گھر میں آواز گونج گئی۔ کیسے بد تمیزوں سے اور بے حیاؤں سے پالا پڑا ہے میرے پاس یہاں مہمان بیٹھے ہیں ان کو کیسی جرات ہوئی میرے سامنے بات کرنے کی۔ میں ان کا نوکر ہوں وغیرہ وغیرہ دلہن بیچاری اندر بیٹھی باتیں سن کر سہم رہی تھی کہ تھوڑی دیر بعد یہ شخص میرے پاس آنے والا ہے آخر بہت دیر کے بعد دوستوں کو رخصت کیا اور دروازے کو ٹھوکر مارتا ہوا اندر صحن میں داخل ہو کر بیچ میں بیٹھ گیا کمر میں ایک تلوار پہلے سے باندھ رکھی تھی وہاں بیٹھتے ہی للکارہ لاؤ جو سور پکا ہوا ہے لاؤ جس کی اتنی جلدی مچا رکھی تھی۔ خادمہ ڈرتی ڈرتی کھانا سامنے رکھ گئی اتنے میں بلی جو کھانے کے وقت آنے کی عادی تھی۔ میاؤں میاؤں کرتی پلیٹ کے پاس آ گئی اس نے تلوار کے ایک وار سے بلی کے دو ٹکڑے کر دیئے اور صحن میں خون پھیل گیا دونوں ٹکڑے تڑپ رہے تھے اور خون کی چھینٹیں کپڑوں پر بھی پڑ گئیں اور کھانے پر بھی۔

اس نے کھانے کے برتن زور سے دور پھینکے اور کہا بس کھا لیا ان بد تمیزوں کا یہی حال ہوتا

ہے پھر اپنی بیوی کے خلوت خانے میں جا کر زور سے دروازہ بند کر دیا اور سر سے ٹوپی اتار کر اسے کہا کہ حرام زادی پہلے اپنی شرط پوری کر اس بے چاری کا خون تو پہلے خشک ہو رہا تھا وہ ہاتھ جوڑنے لگی پاؤں پر گر گئی کہ مجھے معاف کر دو ادھر یہ اصرار کر رہا تھا کہ جب شرط ہے تو پوری کرنی پڑیگی بہت خوشامد کے بعد اس نے معافی دی اور اپنا رہے سہے۔

ہفتے دو ہفتے کے بعد بڑے بھائی کو پتہ چلا کہ چھوٹا بھائی بڑے مزے میں ہے ایک جوتی نہیں کھائی بیوی بڑی وفادار فرمانبردار خدمت گزار ہے واقعہ کا پتہ چلا کہ بلی کو اس طرح مارا تھا اس سے ڈر گئی بھائی صاحب نے کہا کہ یہ تو آسان نسخہ ہے میں بھی ایک بلی پالتا ہوں چنانچہ مذکورہ سارا ڈرامہ اس نے بھی کیا اور کھانے کے وقت جب بلی آئی تو تلوار اٹھانا چاہی تو بیگم صاحبہ نے جو چولہے کے پاس بیٹھی تھیں وہیں سے چمٹا دکھایا اور کہا خبردار کہ بے زبان کو چھیڑا تمہاری خیر نہیں اور کہا او بے توف

گربہ کشتن روز اول

بلی پہلے دن ماری جاتی ہے۔

خلیفہ ہارون رشید کے صاحبزادے کی موت کا دل گداز واقعہ

ہارون رشید رحمتہ اللہ علیہ کا ایک بیٹا تھا جس کی عمر تقریبا سولہ سال کی تھی۔ وہ بہت کثرت سے زاہدوں اور بزرگوں کی مجلس میں رہا کرتا تھا اور اکثر قبرستان چلا جاتا۔ وہاں جا کر کہتا کہ تم لوگ ہم سے پہلے دنیا میں تھے، دنیا کے مالک تھے لیکن اس دنیا نے تمہیں نجات نہ دی حتیٰ کہ تم قبروں میں پہنچ گئے۔ کاش مجھے کسی طرح خبر ہوتی کہ تم پر کیا گزر رہی ہے اور تم سے کیا کیا سوال و جواب ہوئے ہیں اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتا۔

تروعنی الجنائز کل یوم　　　ویحزننی بکاء النائحات

مجھے جنازے ہر دن ڈراتے ہیں اور مرنے والوں پر رونے والیوں کی آوازیں مجھے غمگین رکھتی ہیں"۔ ایک دن وہ اپنے باپ (بادشاہ) کی مجلس میں آیا۔ اس کے پاس وزراء امراء سب جمع تھے اور لڑکے کے بدن پر ایک کپڑا معمولی اور سر پر ایک لنگی بندھی ہوئی تھی۔ اراکین سلطنت آپس میں کہنے لگے کہ اس پاگل لڑکے کی حرکتوں نے امیر المومنین کو دوسرے

بادشاہوں کی نگاہ میں ذلیل کر دیا۔ اگر امیر المؤمنین اس کو تنبیہ کریں تو شاید یہ اپنی اس حالت سے باز آجائے۔ امیر المؤمنین نے یہ بات سن کر اس سے کہا کہ بیٹا تو نے مجھے لوگوں کی نگاہ میں ذلیل کر رکھا ہے۔ اس نے یہ بات سن کر باپ کو تو کوئی جواب نہیں دیا لیکن ایک پرند وہاں بیٹھا تھا اس کو کہا کہ اس ذات کا واسطہ جس نے تجھے پیدا کیا تو میرے ہاتھ پر آکر بیٹھ جا۔ وہ پرند وہاں سے اڑ کر اس کے ہاتھ پر آکر بیٹھ گیا۔ پھر کہا کہ اب اپنی جگہ چلا جا۔ وہ ہاتھ پر سے اڑ کر اپنی جگہ چلا گیا۔ اس کے بعد اس نے عرض کیا کہ ابا جان اصل میں آپ دنیا سے جو محبت کر رہے ہیں اس نے مجھے رسوا کر رکھا ہے۔ اب میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ آپ سے جدائی اختیار کر لوں۔ یہ کہہ کر وہاں سے چل دیا اور ایک قرآن شریف صرف اپنے ساتھ لیا۔ چلتے ہوئے ماں نے ایک بہت قیمتی انگوٹھی بھی اس کو دے دی (کہ احتیاج کے وقت اس کو فروخت کر کے کام میں لائے) وہ یہاں سے چل کر بصرہ پہنچ گیا اور مزدوروں میں کام کرنے لگا۔ ہفتہ میں صرف ایک دن شنبہ کو مزدوری کرتا، اور آٹھ دن تک وہ مزدوری کے پیسے خرچ کرتا اور آٹھویں دن پھر شنبہ کو مزدوری کر لیتا، اور ایک درم اور ایک دانق (یعنی درم کا چھٹا حصہ) مزدوری لیتا۔ اس سے کم یا زیادہ نہ لیتا۔ ایک دانق روزانہ خرچ کرتا۔ ابو عامر بصری کہتے ہیں کہ میری ایک دیوار گر گئی تھی۔ اس کو بنوانے کے لئے میں کسی معمار کی تلاش میں نکلا (کسی نے بتایا ہوگا کہ یہ شخص بھی تعمیر کا کام کرتا ہے) میں نے دیکھا کہ نہایت خوبصورت لڑکا بیٹھا ہے ایک زنبیل پاس رکھی ہے اور قرآن شریف دیکھ کر پڑھ رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ لڑکے مزدوری کرو گے۔ کہنے لگا کیوں نہیں کریں گے۔ مزدوری کے لئے تو پیدا ہی ہوئے ہیں۔ آپ بتائیں کیا خدمت مجھ سے لینی ہے۔ میں نے کہا۔ گارے مٹی (تعمیر) کا کام لینا ہے۔ اس نے کہا کہ ایک درم اور ایک دانق مزدوری ہوگی اور نماز کے اوقات میں کام نہیں کروں گا مجھے نماز کے لئے جانا ہوگا۔ میں نے اس کی دونوں شرطیں منظور کر لیں اور اس کو لا کر کام پر لگا دیا۔ مغرب کے وقت جب میں نے دیکھا تو اس نے دس آدمیوں کے بقدر کام کیا۔ میں نے اس کو مزدوری میں دو درم دیئے۔ اس نے شرط سے زائد لینے سے انکار کر دیا اور ایک درم اور ایک دانق لے کر چلا گیا۔

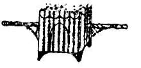

دوسرے دن میں پھر اس کی تلاش میں نکلا۔ وہ مجھے کہیں نہ ملا۔ میں نے لوگوں سے تحقیق کیا کہ ایسی ایسی صورت کا ایک لڑکا مزدوری کیا کرتا ہے، کسی کو معلوم ہے کہ وہ کہاں ملے گا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ صرف شنبہ ہی کے دن مزدوری کرتا ہے۔ اس سے پہلے تمہیں کہیں نہیں ملے گا۔ مجھے اس کے کام کو دیکھ کر ایسی رغبت ہوئی کہ میں نے آٹھ دن کو اپنی تعمیر بند کر دی اور شنبہ کے دن اس کی تلاش کو نکلا۔ وہ اسی طرح بیٹھا قرآن شریف پڑھتا ہوا ملا۔ میں نے سلام کیا اور مزدوری کرنے کو پوچھا۔ اس نے وہی پہلی دو شرطیں بیان کیں۔ میں نے منظور کر لیں۔ وہ میرے ساتھ آکر کام میں لگ گیا۔ مجھے اس پر حیرت ہو رہی تھی کہ پچھلے شنبہ کو اس اکیلے نے دس آدمیوں کا کام کس طرح کر لیا۔ اس لئے اس مرتبہ میں نے ایسی طرح چھپ کر کہ وہ مجھے نہ دیکھے، اس کے کام کرنے کا طریقہ دیکھا تو یہ منظر دیکھا کہ وہ ہاتھ میں گارا لے کر دیوار پر ڈالتا ہے اور پتھر اپنے آپ ہی ایک دوسرے کے ساتھ جڑتے چلے جاتے ہیں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ کوئی اللہ کا ولی ہے، اور اللہ کے اولیاء کے کاموں کی غیب سے مدد ہوتی ہی ہے۔ جب شام ہوئی تو میں نے اس کو تین درم دینا چاہے۔ اس نے لینے سے انکار کر دیا کہ میں اتنے درم کیا کروں گا اور ایک درم اور ایک دانق لے کر چلا گیا۔ میں نے ایک ہفتہ پھر انتظار کیا اور تیسرے شنبہ کو پھر میں اس کی تلاش میں نکلا مگر وہ مجھے نہ ملا۔ میں نے لوگوں سے تحقیق کیا۔ ایک شخص نے بتایا کہ وہ تین دن سے بیمار ہے، فلاں ویرانہ جنگل میں پڑا ہے۔ میں نے ایک شخص کو اجرت دے کر اس پر راضی کیا کہ وہ مجھے اس جنگل میں پہنچا دے۔ وہ مجھے ساتھ لے کر اس جنگل ویران میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہ بے ہوش پڑا ہے۔ آدھی اینٹ کا ٹکڑا سر کے نیچے رکھا ہوا ہے۔ میں نے اس کو سلام کیا، اس نے جواب نہ دیا۔ میں نے دوسری مرتبہ سلام کیا تو اس نے (آنکھ کھولی اور) مجھے پہچان لیا۔ میں نے جلدی سے اس کا سر اینٹ پر سے اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا۔ اس نے سر ہٹا لیا اور چند شعر پڑھے جن میں سے دو یہ ہیں ۔

يَا صَاحِبِي لَا تَغْتَرِ بِتَنَعُّمٍ   فَالْعُمْرُ يَنْفُذُ وَالنَّعِيمُ يَزُولُ

وَإِذَا حَمَلْتَ إِلَى الْقُبُورِ جَنَازَةً   فَاعْلَمْ بِأَنَّكَ بَعْدَهَا مَحْمُولُ

"میرے دوست دنیا کی نعمتوں سے دھوکہ میں نہ پڑ۔ عمر ختم ہوتی جا رہی ہے، اور یہ نعمتیں

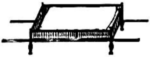

سب ختم ہو جائیں گی جب تو کوئی جنازہ لے کر قبرستان میں جائے. تو یہ سوچتا رہا کر کہ تیرا بھی ایک دن اسی طرح جنازہ اٹھایا جائے گا"۔

اس کے بعد اس نے مجھ سے کہا کہ ابو عامر جب میری روح نکل جائے تو مجھے نہلا کر میرے اسی کپڑے میں مجھے کفن دے دینا۔ میں نے کہا۔ میرے محبوب اس میں کیا حرج ہے کہ میں تیرے کفن کے لئے نئے کپڑے لے آؤں۔ اس نے جواب دیا کہ نئے کپڑوں کے لئے زندہ لوگ زیادہ مستحق ہیں (یہ جواب حضرت ابو بکر صدیقؓ کا جواب ہے۔ انہوں نے بھی اپنے وصال کے وقت یہی فرمائش کی تھی کہ میری انہی چادروں میں کفن دے دینا. اور جب ان سے نئے کپڑے کی اجازت چاہی گئی تو انہوں نے یہی جواب دیا تھا)۔ لڑکے نے کہا کہ کفن تو (پرانا ہو یا نیا. بہر حال) بوسیدہ ہو جائے گا۔ آدمی کے ساتھ تو صرف اس کا عمل ہی رہتا ہے اور یہ میری لنگی اور لوٹا قبر کھودنے والے کو مزدوری میں دے دینا. اور یہ انگوٹھی اور قرآن شریف ہاروں رشید تک پہنچا دینا۔ اور اس کا خیال رکھنا کہ خود انہیں کے ہاتھ میں دینا۔ اور یہ کہہ کر دینا کہ ایک پردیسی لڑکے کی یہ میرے پاس امانت ہے. اور وہ آپ سے یہ کہہ گیا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اسی غفلت اور دھوکہ کی حالت میں آپ کی موت آجائے۔ یہ کہہ کر اس کی روح نکل گئی۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ یہ لڑکا شہزادہ تھا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کی وصیت کے موافق میں نے اس کو دفن کر دیا اور دونوں چیزیں گور کن کو دے دیں. اور قرآن پاک اور انگوٹھی لے کر بغداد پہنچا۔ اور قصر شاہی کے قریب پہنچا تو بادشاہ کی سواری نکل رہی تھی۔ میں ایک اونچی جگہ کھڑا ہو گیا۔ اول ایک بہت بڑا لشکر نکلا جس میں تقریباً ایک ہزار گھوڑے سوار تھے۔ اس کے بعد اسی طرح یکے بعد دیگرے دس لشکر نکلے۔ ہر ایک میں تقریباً ایک ہزار سوار تھے۔ دسویں جتھے میں خود امیر المؤمنین بھی تھے۔ میں نے زور سے آواز دے کر کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت، رشتہ داری کا واسطہ، ذرا سا توقف کر لیجئے. میری آواز پر انہوں نے مجھے دیکھا تو میں نے جلدی سے آگے بڑھ کر کہا کہ میرے پاس ایک پردیسی لڑکے کی یہ امانت ہے جس نے مجھے یہ وصیت کی تھی کہ یہ دونوں چیزیں آپ تک پہنچا دوں۔ بادشاہ نے ان کو دیکھ کر (پہچان لیا) تھوڑی دیر سر جھکایا۔ ان کی آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے اور ایک دربان سے کہا کہ اس آدمی کو اپنے ساتھ رکھو. جب میں واپسی پر بلاؤں تو میرے پاس پہنچا دینا۔

جب وہ باہر سے واپسی پر مکان پر پہنچے تو محل کے پردے گروا کر دربان سے فرمایا اس شخص کو بلا کر لاؤ اگر چہ وہ میرا غم تازہ ہی کرے گا۔ دربان میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ امیر المؤمنین نے بلایا ہے اور اس کا خیال رکھنا کہ امیر پر صدمہ کا بہت اثر ہے۔ اگر تم دس باتیں کرنا چاہتے ہو تو پانچ ہی پر اکتفا کرنا۔ یہ کہہ کر وہ مجھے امیر کے پاس لے گیا۔ اس وقت امیر بالکل تنہا بیٹھے تھے۔ مجھ سے فرمایا کہ میرے قریب آجاؤ۔ میں قریب جاکر بیٹھ گیا۔ کہنے لگے کہ تم میرے اس بیٹے کو جانتے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں میں ان کو جانتا ہوں کہنے لگے وہ کیا کام کرتا تھا میں نے کہا۔ گارے مٹی کی مزدوری کرتے تھے۔ کہنے لگے تم نے بھی مزدوری پر کوئی کام اس سے کرایا ہے۔ میں نے کہا کرایا ہے۔ کہنے لگے تمہیں اس کا خیال نہ آیا کہ اس کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت تھی (کہ یہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں)۔ میں نے کہا۔ امیر المؤمنین پہلے اللہ جل شانہ سے معذرت چاہتا ہوں۔ اس کے بعد آپ سے عذر خواہ ہوں مجھے اس وقت اس کا علم ہی نہ تھا کہ یہ کون ہے مجھے ان کے انتقال کے وقت ان کا حال معلوم ہوا۔ کہنے لگے کہ تم نے اپنے ہاتھ سے اس کو غسل دیا۔ میں نے کہا کہ جی ہاں۔ کہنے لگے اپنا ہاتھ لاؤ۔ میرا ہاتھ لے کر اپنے سینہ پر رکھ دیا اور چند شعر پڑھے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔ اے وہ مسافر جس پر میرا دل پگھل رہا ہے اور میری آنکھیں اس پر آنسو بہا رہی ہیں۔ اے وہ شخص جس کا مکان (قبر) دور ہے لیکن اس کا غم میرے قریب ہے۔ بیشک موت ہر اچھے سے اچھے عیش کو مکدر کر دیتی ہے۔ وہ مسافر ایک چاند کا ٹکڑا تھا (یعنی اس کا چہرہ) جو خالص چاندی کی ٹہنی پر تھا (یعنی اس کے بدن پر) پس چاند کا ٹکڑا بھی قبر میں پہنچ گیا اور چاندی کی ٹہنی بھی قبر میں پہنچ گئی۔

اس کے بعد ہارون رشید نے بصرہ اس کی قبر پر جانے کا ارادہ کیا۔ ابو عامر رحمۃ اللہ علیہ ساتھ تھے۔ اس کی قبر پر پہنچ کر ہارون رشید نے چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے اے وہ مسافر جو اپنے سفر سے کبھی بھی نہ لوٹے گا۔ موت نے کم عمری کے ہی زمانہ میں اس کو جلدی سے اچک لیا۔ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک تو میرے لئے انس اور دل کا چین تھا۔ لانبی راتوں میں بھی اور مختصر راتوں میں بھی۔ تو نے موت کا وہ پیالہ پیا ہے جس کو عنقریب تیرا بوڑھا باپ بڑھاپے کی حالت میں پئے گا۔ بلکہ دنیا کا ہر آدمی اس کو پئے گا۔ چاہے وہ جنگل کا رہنے والا ہو یا شہر کا رہنے والا ہو۔

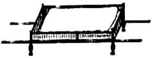

پس سب تعریفیں اسی وحدہ لاشریک لہ کے لئے ہیں جس کی لکھی ہوئی تقدیر کے یہ کرشمے ہیں۔

ابو عامر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد جو رات آئی تو جب میں اپنے وظائف پورے کر کے لیٹا ہی تھا کہ میں نے خواب میں ایک نور کا قبہ دیکھا جس کے اوپر ابر کی طرح نور ہی نور پھیل رہا ہے۔ اس نور کے ابر میں سے اس لڑکے نے مجھے آواز دے کر کہا۔ ابو عامرؒ تمہیں حق تعالیٰ شانہ. جزائے خیر عطا فرمائے (تم نے میری تجہیز تکفین کی اور میری وصیت پوری کی)۔ میں نے اس سے پوچھا کہ میرے پیارے تیرا کیا حال گزرا کہنے لگا کہ میں ایسے مولیٰ کی طرف پہنچا ہوں جو بہت کریم ہے اور مجھ سے بہت راضی ہے۔ مجھے اس مالک نے وہ چیزیں عطا کیں جو نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کان نے سنیں. نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خیال گزرا (یہ ایک مشہور حدیث پاک کا مضمون ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ کا پاک ارشاد ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی چیزیں تیار کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے کبھی دیکھیں. نہ کان نے سنیں. نہ کسی کے دل پر ان کا خیال گزرا)۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تورات میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے ان لوگوں کے لئے جن کے پہلو رات کو خواب گاہوں سے دور رہتے ہیں (یعنی تہجد گزاروں کے لئے) وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خیال گزرا. نہ ان کو کوئی مقرب فرشتہ جانتا ہے نہ کوئی نبی رسول جانتا ہے۔ اور یہ مضمون قرآن پاک میں بھی ہے

فَلَا تَعلَم نَفس مَآ اُخفِی لَھُم مِّن قُرَّۃِ اَعیُنٍ (سورۃ سجدۃ. ع ۲)

(سورہ سجدہ۔ ع ۲)

ترجمہ:۔ کسی شخص کو خبر نہیں جو جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لئے خزانہ غیب میں موجود ہے (در منثور)

اس کے بعد اس لڑکے نے کہا کہ حق تعالیٰ شانہ نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جو بھی دنیا سے اس طرح نکل آئے جیسا میں نکل آیا اس کے لئے یہی اعزاز اور اکرام ہیں جو میرے لئے ہوئے۔

صاحب روض کہتے ہیں کہ یہ سارا قصہ مجھے اور طریقے سے بھی پہنچا ہے۔ اس میں یہ بھی ہے

کہ کسی شخص نے ہارون رشید سے اس لڑکے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے بتایا کہ میرے بادشاہ ہونے سے پہلے یہ لڑکا پیدا ہوا تھا۔ بہت اچھی تربیت پائی تھی۔ قرآن پاک بھی پڑھا تھا اور علوم بھی پڑھے تھے۔ جب میں بادشاہ بن گیا تو یہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ میری دنیا سے اس نے کوئی راحت نہ اٹھائی چلتے وقت میں نے ہی اس کی ماں سے کہا تھا کہ اس کو یہ انگوٹھی دیدے۔ اس انگوٹھی کا یاقوت بہت زیادہ قیمتی تھا مگر یہ اس کو بھی کام میں نہ لایا۔ مرتے وقت واپس کر گیا۔ یہ لڑکا اپنی والدہ کا بڑا فرمانبردار تھا (روض)۔

جس باپ کی دنیاداری سے یہ صاحبزادہ رنجیدہ ہو کر گیا ہے یعنی ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ بہت نیک دل بادشاہوں میں ان کا شمار ہے۔ دولت اور ثروت کے ساتھ لغزشیں تو ہو ہی جاتی ہیں لیکن ان کے دینی کارنامے تاریخ کی کتابوں میں کثرت سے موجود ہیں۔ بادشاہت کے زمانہ میں سو رکعت نفل روزانہ پڑھنے کا معمول مرتے وقت تک رہا اور اپنے ذاتی مال سے ایک ہزار درم روزانہ صدقہ کیا کرتے تھے۔ ایک سال حج کیا کرتے اور ایک سال جہاد میں شرکت کرتے۔ جس سال خود حج کو جاتے اپنے ساتھ سو علماء کو مع ان کے بیٹوں کے حج کو لے کر جاتے اور جس سال خود حج نہ کرتے. تین سو آدمیوں کو ان کے پورے خرچ اور سامان لباس وغیرہ کے ساتھ حج کو بھیجا کرتے۔ جن کو خرچ بھی بہت وسعت سے دیا جاتا اور لباس بھی عمدہ دیا جاتا۔ ویسے بھی عطایا کی بہت کثرت ان کے یہاں تھی۔ سوال کرنے والوں کے لئے بھی اور بغیر سوال کے ابتداءً بھی، علماء کا ان کی مجلس میں بہت اعزاز تھا اور ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ ابو معاویہ ضریر رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدث نابینا نے ایک مرتبہ ان کے ساتھ کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد خود ہارون رشید نے ان کے ہاتھ دھلائے اور یہ کہا کہ علم کے اعزاز میں میں نے ہاتھ دھلائے ہیں۔

ایک مرتبہ ابو معاویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث جس میں حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کے مناظرہ کا ذکر تھا بیان کی۔ ایک شخص نے کہہ دیا کہ ان دونوں حضرات کی ملاقات کہاں ہوئی تو بادشاہ کو غصہ آگیا اور کہا میری تلوار لاؤ. زندیق بددین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر اعتراض کرتا ہے۔ نصیحت کی باتوں پر بہت کثرت سے رونے والے تھے (تاریخ بغداد للخطیب)۔

عرس کی حقیقت اور وجہ تسمیہ

(۱) نم کنومۃ العروس کی مناسبت سے عرس کی حقیقت کے ذکر کے سلسلہ میں جو مقبولان الٰہی کے یوم وصال پر منایا جاتا ہے شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہ "فیصلہ ہفت مسئلہ" میں رقم طراز ہیں۔

"لفظ عرس ماخوذ اس حدیث سے ہے نم کنومۃ العروس یعنی بندہ صالح سے کہا جاتا ہے کہ عروس کی طرح آرام کر کیونکہ موت مقبولان الٰہی کے حق میں وصال محبوب حقیقی ہے اس سے بڑھ کر کون عروسی ہوگی چونکہ ایصال ثواب بہ روح اموات مستحسن ہے خصوصاً جن بزرگوں سے فیوض و برکات حاصل ہوئے ان کا زیادہ حق ہے اور ہر اپنے پیر بھائیوں سے ملنا موجب از دیاد محبت و تزاید برکات ہے اور نیز طالبوں کا یہ فائدہ ہے کہ پیر کی تلاش میں مشقت نہیں ہوتی بہت سے مشائخ رونق افروز ہوتے ہیں اس میں جس سے عقیدت ہو اس کی غلامی اختیار کرلے اس لئے مقصود ایجاد رسم عرس سے یہ تھا کہ سب سلسلے کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں، باہم ملاقات بھی ہو جاوے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن وطعام کا ثواب بھی پہنچا دیا جاوے، یہ مصلحت ہے تعیین یوم میں۔ رہا خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اس میں اسرار خفیہ ہیں ان کا اظہار ضروری نہیں"

ہمارے مرشد پاک حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ، بھی اس سلسلہ میں اپنے خدام سے عرس کی افادیت کے سلسلہ میں ان ہی حقایق کا اظہار فرمایا کرتے تھے و نیز یہ بھی فرماتے کہ متوسلین کے ایصال ثواب سے شیخ کی روح متوجہ ہوتی ہے اور فیوض و برکات کا افادہ ہوتا ہے۔

حضرت یہ بھی فرمایا کرتے کہ من جملہ دیگر مصالح کے اس اجتماع کے لئے یوم وصال کے تعیین میں یہ مصلحت ہے کہ یہ دن ہر مرید کے دل پر نقش ہوتا ہے اور اپنے محبوب شیخ کی جدائی کی وجہ سے تعلق اور محبت کا ایک جذبہ اس دن طبعی طور پر ابھرتا ہے جو جالب فیض ہے

ایک مدت تک انعقاد عرس سے وہ فواید حاصل ہوتے رہے جو اس کا اصل سبب تھے۔ مرور وقت کے ساتھ ساتھ بدعات اور خرافات اس میں شامل ہوتی رہیں یہاں تک کہ عرس کی معنویت ہی ختم ہوگئی اور رسوم ورواج اور لہو ولعب کے شامل ہو جانے سے عرس نے اکثر و بیشتر

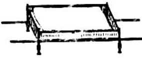

مقامات پر ایک میلہ کی شکل اختیار کرلی جو بجائے مفید ہونے کے اسی قدر ضرر رساں ہوگیا۔ حتیٰ کہ بعض عرسوں میں شراب نوشی رنڈی بازی اور ناچ گانے کے عناصر بھی داخل ہوگئے لہٰذا ہمارے اکابر کے لئے ضروری ہوگیا کہ عقائد کی خرابی اور اعمال میں فسق وفجور کو روکنے کے لئے انعقاد عرس کو بالکل روک دیا جائے اس لئے کہ اس کو ان عناصر سے پاک کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ان اکابرین کو بے حد جزائے خیر عطا کرے جنہوں نے شدت سے اس بے راہ روی کے سیلاب کو روکنے کی کوشش کی اور الحمدللہ اس میں کامیاب ہوئے۔

ان خرافی اور بدعی عرسوں اور میلاد کی شدت سے مخالفت کرنے والے بزرگوں کی خدمت اس ناپاک کو نصیب ہوئی ان کا شب وروز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار رہنا اور ان کی ہر حرکت وسکون میں اتباع سنت کا اہتمام اور رات دن اپنے مرشدوں کا تذکرہ ان کی یاد اور ان ہی کے واقعات کو بیان کرنے کا مشغلہ گویا کہ ان کا ہر وقت وقف عرس اور ہر لحمہ صرف میلاد شریف تھا۔ اوقات مخصوصہ۔ تاریخ اور دن اور اس کے لئے مناسبات کی وہاں گنجائش ہی کہاں تھی۔ اور وہ اس مثل کے مصداق تھے کہ

ہر شب شب قدر است اگر قدر بدانی

مگر اب وہ خانقاہیں برباد ہوئیں، وہ شمعیں بجھ گئیں وہ مجالس ختم ہوئیں اور اس کے برعکس حالات آگئے مثال کے طور پر رائے پور شریف کی خانقاہ کے متعلق اگر کوئی پوچھے کہ مجلس ذکر کب اور کس وقت ہوتی تھی تو یہ ایک مہمل سوال ہوگا بلکہ کوئی یہ نہیں بتا سکتا کہ ذکر کس وقت نہیں ہوتا تھا۔

لیکن آج کل صورت حال کچھ ایسی ہوگئی ہے کہ رسومات اور بدعات کے اندیشہ وقوع کے مقابلہ میں ارتداد خفی میں لوگ مبتلا ہورہے ہیں اور محبت اور عظمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمی کی وجہ سے اہانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک نوبت پہنچ رہی ہے جو کہ صریح کفر ہے اپنے محسنین کو ایصال ثواب کے اہتمام سے تغافل ہے اولیاء اللہ کا تذکرہ تو کجا پورے خانقاہی نظام جس کا مقصد روح دین کا حصول تھا کی بھی مخالفت کی جارہی ہے۔ گڑھے کے خوف سے گہرے کنوئیں میں گررہے ہیں اس لئے اب بعض مصلحت اندیش علماء کے نزدیک دینی مصلحت ان مجالس کے قیام میں ہے کہ بدعت کے خوف کے مقابلہ میں وقوع کفر زیادہ سخت ہے۔ تاہم

ان مجالس خیرات و برکات میں مشایخ کو اس بات کی کڑی نگرانی کرنا چاہئے تاکہ کوئی منکر اور بدعت اصطلاحی ان میں رواج نہ پا جائے۔

یوم وصال پر خوشی کا منظر

ملحوظ رہے کہ حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی دامت برکاتہم کے مکاشفات کی حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کے یہاں بہت اہمیت تھی۔ مکاشفات اور منامات وغیرہ شرعی طور پر مبشرات کے حکم میں ہیں ان سے شرعی احکام نہیں استنباط کئے جاتے لیکن ثابت شدہ میں صرف اطمینان اور اس کی تقویت کا باعث سمجھنا چاہئے۔

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کے یوم وصال یعنی ۲ شعبان کے روز انہوں نے دیکھا کہ حضرت بے حد خوش ہیں اور کچھ کھانے کی چیزیں بانٹ رہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ آج تو خوشی کا دن ہے۔ بہت سی کھجوریں اقبال کو بھی دیں کہ پاکستان جاکر بانٹنا۔ اس دن خدام کو باہم جمع ہو کر خصوصی ایصال واحباب کی دعوت کی بھی توفیق ہوئی

نم کنومتہ العروس کا منظر

شیخ التفسیر حضرت لاہوری قدس سرہ کے وصال کے بیس روز بعد ہندوستان سے واپسی پر راقم الحروف مزار پر حاضر ہوا مزار کے باہر تو بہت زیادہ خوشبو تھی اندر دیکھا کہ بہت نورانی اور بخور ہوئی جگہ پر ایک گلاب کے پھولوں کا تخت نما چبوترہ بنا ہوا ہے اس پر حضرت معہ سفید کفن سیدھے بہت اطمینان سے آرام فرما رہے ہیں اسی حالت میں غالبًا میری طرف توجہ فرمائی ہوگی جس سے ناقابل بیان لذت والا سلطان الاذکار جاری ہوا۔

اس مکاشفہ کو مدینہ منورہ حاضر ہو کر اپنے مرشد حضرت شیخ الحدیث صاحب سے عرض کیا۔ کافی دنوں کے بعد جب حضرت کی پاکستان تشریف آوری ہو رہی تھی تو پاکستان میں جہاں جہاں جاناتھا اس کے متعلق کسی کو فرما رہے تھے۔ میری طرف اشارہ کر کے فرمایا ایک بات اس نے بتائی ہے وہاں بھی جانا ہے۔

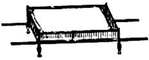

ایک عربی قصیدہ کا ترجمہ

(عربی قصیدہ رسالہ "موت کی یاد" میں ہے)

ترجمہ: اے فریب خوردہ! تو نے غفلت میں عمر برباد کر دی!

اٹھ کچھ تلافی کر کہ آج بھی تجھے مہلت نصیب ہے

جو وقت ہاتھ سے نکل گیا اس پر آنسو بہا

اور اپنی گزشتہ زندگی پر شرما کر توبہ کر

کمر ہمت باندھ کر اعمال صالحہ کی جانب سبقت کر کیونکہ محنت میں کامیابی ہے اور کسلمندی کا انجام محرومی ہے

دنیا میں ایسا رہ گویا تو سفر کے لئے پا بر کاب ہے، بلکہ راستہ سے گزر رہا ہے

ہمیشہ کی اقامت گاہ تو صرف آخرت ہے

دنیا میں قیام تو صرف میعاد مقرر تک ہے

دنیا میں جتنے لوگ آئے انہیں یکے بعد دیگرے اپنی منزل کی طرف کوچ کرنا ہے

یہاں کتنے آئے اور کتنے چلے گئے مگر تجھ کو کچھ بھی عبرت نہ ہوئی، اور یہاں تو جو بھی آیا کوچ کرنے کو آیا

جب تجھے وہ حادثہ (موت) پیش آئے گا جس کو کوئی ٹال نہیں سکتا تو مال و دولت اور حشم و خدم تجھے کچھ بھی کام نہ آئیں گے

اس وقت حکیم ڈاکٹر اور دوست احباب (تجھے بچانے کی) ساری تدبیریں ختم کر کے تیرے پاس سے اٹھ کھڑے ہوں گے

تیرے جسم سے لباس فاخرہ اتار کر تجھے کفن کی چادروں میں لپیٹ دیں گے

تجھے زمین کی تہ میں تنہا چھوڑ دیں گے اور نظروں سے اوجھل کر دیں گے

کوئی کہے گا بڑا اچھا باپ تھا

کوئی کہے گا بڑا اچھا دوست تھا

کوئی کہے گا اللہ مغفرت فرمائے

کوئی کہے گا دنیا میں بڑی اچھی زندگی گزار گیا

اور اس (زبانی جمع خرچ) کے بعد انہیں یہ بھی خبر نہ ہوگی کہ کون چلا گیا. ان کی ساری توجہ میراث کی تقسیم میں لڑنے مرنے پر لگی ہوگی

وہ ایک دوسرے سے خصومت اور مقدمہ بازی کریں گے اور پھر کوئی جیت گیا. کوئی ہار گیا۔

اور پھر بہت جلد پیٹ کے دھندے میں لگ جائیں گے. وہ تجھے خلوت و جلوت میں کبھی یاد نہیں کریں گے

ارے دھوکے میں پڑے ہوئے! ان کی مصاحبت سے دھوکہ نہ کھا سب سے اچھا مصاحب نیک عمل ہے

دن گزر رہے ہیں آخر یہ غفلت کیوں ہے؟

حالات بدل رہے ہیں تو پھر سستی اور کسلمندی کیسی؟

ایسے گھر پر کیا رونا اور فریاد کرنا جو خالی ہوگیا اور جس کے نشان مٹ گئے اور یادگاروں اور کھنڈروں پر نوحہ و بکاء کیسا

بچپن کا وقت گزر چکا پھر یہ بچپنا کیسا؟

غزل گوئی کا وقت بیت گیا پھر یہ شعرو شاعری کیسی؟

پچاس کی عمر ہو چکی پھر کھیل کود کا کیا مطلب؟

بڑھاپے کی آگ بھڑک گئی پھر اس کھیل تماشے کا کیا معنی

لیلیٰ و لبنیٰ، ان کے وصال اور ہجرو فراق کے تذکروں کو اب جانے دے

یہ بتان بے وفا خواہ کتنا ہی خلوص و محبت جتائیں مگر واللہ یہ کھوٹ سے خالی نہیں

ان نازنینوں کی محبت سراپا بدنصیبی و ندامت ہے

نشہ شراب کا انجام بدمستی و مدہوشی کے سوا اور کیا ہے

ہر محبوب کی محبت سے دست بردار ہو کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ الفت استوار کر اور اسی پر بھروسہ کر

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت کامیابی، عزت و کرامت اور علامت ایمان ہے. اس کی تکمیل کر

اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت وہ مضبوط رسی ہے جو ٹوٹ نہیں سکتی

اور جو رشتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہو وہ اٹوٹ ہے

سبحان اللہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت انسان کیلئے سامان انسیت ہے

ذخیرہ اندوز کیلئے بہترین ذخیرہ اور عازم سفر کیلئے توشہ ہے

اس ذات عالی کا احسان سمجھو جس نے فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کی یہ قطعی وعدہ ہے جس میں کوئی دغدغہ نہیں۔

مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اسی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا امیدوار ہوں، محبت کو محبوب سے امید ہوتی ہے

سین "سلام" کے دانت کھل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سین کے دانتوں کو ہمیشہ مسکراتا رکھے۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود سلام بھیجنے کا شغل کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے اسی شغل میں برکت دے

اے اللہ! ہمیشہ ہمیشہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما

اپنے نبی "طٰہٰ" سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر

عربی قصیدہ (۲) کا ترجمہ

(عربی قصیدہ رسالہ "موت کی یاد" میں ہے)

ترجمہ:۔

شام ویمن کا مسافر در حقیقت مسافر نہیں

البتہ گور و کفن کا مسافر واقعتہً مسافر ہے

کسی اجنبی کو بحالت غربت ہر گز نہ جھڑکو

زمانہ نے اسے ذلت ومشقت کے ساتھ خود ہی جھڑک رکھا ہے

اجنبی مسافر کا حق ہے ان لوگوں پر

جو اپنے گھر اور اوطان میں اقامت پذیر ہیں۔

میرا سفر اَن دیکھے راستوں کا ہے میرا زاد سفر منزل تک پہنچنے کیلئے ناکافی ہے میری قوت کمزور ہو چکی ہے اور موت میری تلاش میں ہے

اور میرے پاس گناہوں کا انبار ہے جو خود میرے علم میں بھی نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ ان کے پوشیدہ و ظاہر کو خوب جانتے ہیں

اللہ تعالیٰ کا حلم دیکھو کہ ان گناہوں کے باوجود مجھے مہلت دے رہا ہے اور میں گناہ کئے جا رہا ہوں اور وہ میری پردہ پوشی فرما رہا ہے۔

میری زندگی کے لمحات ندامت وگریہ اور خوف وحزن کے بغیر گزر رہے ہیں

میں وہی ہوں کہ گناہ کرتے ہوئے مکان کے دروازے اچھی طرح بند کر لیتا ہوں حالانکہ اللہ کی آنکھ مجھے تب بھی دیکھ رہی ہوتی ہے

آہ! کتنی لغزشیں غفلت میں سرزد ہو کر داستان ماضی بن گئیں اور کتنی حسرتیں دل میں اٹک کر میرے لئے آتش سوزاں بن گئیں۔

مجھے چھوڑ دو! کہ میں اپنے نفس پر نوحہ کروں

اور زندگی فکر وغم میں بسر کروں

وہ منظر گویا میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ میں بستر مرگ پر اہل وعیال کے درمیان بے جان

پڑا ہوں اور ان کے ہاتھ مجھے کروٹیں دلاتے ہیں

ہاں وہ منظر بھی گویا میرے سامنے ہے کہ میرے گرد نوحہ گروں کی بھیڑ ہے. میری موت کا اعلان ہو رہا ہے اور مجھے مردہ حالت میں پکارا جا رہا ہے

میرے علاج معالجہ کیلئے طبیب کو بلایا گیا

لیکن آج طبیب کی چارہ گری میرے کس کام آئیگی ؟

نزع کے وقت میری روح نکل جائیگی

اور غرغرہ کے وقت لعاب دہن تلخ ہو جائیگا

بوقت نزع مجھ پر شدت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور موت بغیر کسی رو رعایت کے رگ و ریشہ سے روح کو کھینچنے لگی

لیجئے روح نکال لی گئی اور میرا جسم اہل و عیال کے درمیان بے حس و حرکت پڑا ہے اور ان کے ہاتھ مجھے الٹ پلٹ رہے ہیں

گھر کے لوگوں نے میری آنکھیں بند کر دیں. جبڑوں پر کپڑا باندھ دیا اور مایوسی کے بعد جاکر فوراً کفن خریدنے لگے

جو شخص مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا وہ بڑی جلدی سے جائے غسل کی طرف لپکا اور مجھے غسل دینے کی تیاری کرنے لگا

مجھے تختہ میت پر لٹا کر کچھ لوگ مجھے فوراً غسل دینے لگے

میرے اوپر پانی ڈالا، تین بار غسل دیا اور لوگوں کو آواز دی: کفن لاؤ کفن لاؤ

اور مجھے بغیر آستینوں کے چند کپڑے پہنا دیئے اور کافور لگا دیا. لیجئے یہ بھی کافور میرا توشہ سفر ٹھیرا

اور اب انہوں نے مجھے دنیا سے نکال دیا ہائے، افسوس! سفر پر جا رہا ہوں مگر نہ توشہ ہے نہ زادراہ

اور چار آدمیوں نے مجھے کندھوں پر اٹھالیا

باقی لوگ رخصت کرنے کیلئے پیچھے ہوئے

مجھے جنازہ گاہ میں لائے لوگ امام کے پیچھے صف آراء ہوئے اور اس نے جنازہ پڑھ کر مجھے

رخصت کر دیا۔

مجھ پر ایسی نماز پڑھی جس میں نہ رکوع ہے نہ سجود شاید کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر رحمت فرمائے

اور آہستہ سے مجھے قبر میں اتار دیا

اور ایک شخص نے مجھے لحد میں اتار دیا

اس نے آخری دیدار کیلئے میرا منہ کھولا

آنکھوں سے آنسو بہائے اور مجھے چوما

اور میری تاریک قبر میں نہ میری ماں ہے، نہ باپ، نہ بھائی، نہ کوئی اور جو میرا دل بہلاوا کرے

یہ تنہائی یہ تاریکی اور یہ وحشت ہی کیا کم آفت تھی کہ اچانک میری آنکھوں نے ایک ہولناک منظر دیکھا

یعنی منکر نکیر بھیانک شکل میں نمودار ہوئے ہائے اللہ میں ان کو کیا کہوں، ان کی ہولناکی نے تو میرے ہوش و حواس گم کر دیئے

انہوں نے مجھے بٹھلا دیا اور سختی سے جواب طلبی کرنے لگے

بار الٰہا تیرے سوا کوئی میرا نہیں جو مجھے اس مخمصہ سے نجات دلائے

اے میری امید! عفو و درگزر کے ساتھ مجھ پر احسان فرما، اس غریب مسافر پر احسان فرما جو اہل و عیال اور وطن سب کچھ پیچھے چھوڑ آیا

گھر کے لوگ واپس جا کر میری میراث بانٹنے لگے اور گناہوں کے بوجھ کی گراں باری میری پشت پر آ پڑی

میری بیوی نے نیا شوہر کر لیا

اور گھر بار کا حکمراں اسے بنا دیا

اس نے اپنے بیٹے کو نئے شوہر کا غلام اور خادم بنا دیا اور میرے مال پر "مال مفت دل بے رحم" کے انداز میں تصرف کیا

دنیا والو! دنیا کی زیب و زینت سے دھوکہ نہ کھاؤ اس نے بیوی بچوں اور وطن کے ساتھ جو کچھ کیا اس پر نظر رکھو

دیکھو! جن لوگوں نے دنیا بھر کی دولت سمیٹ رکھی تھی وہ یہاں سے کافور اور کفن کے علاوہ بھی کچھ لیکر گئے

اپنی دنیا سے زہد و قناعت لو. اسی پر راضی رہو

خواہ راحت بدن کے سوا تمہیں کچھ میسر نہ آئے

اے میرے نفس نافرمانی سے باز آ اور اللہ کا فضل جمیل حاصل کر اللہ تجھ پر ضرور رحم فرمائے گا

اے میرے نفس تیرا برا ہو. تو اپنے گناہوں سے توبہ کر اور کوئی نیک کام کر امید ہے تجھے نیک کام کرنے کی جزاء ضرور دی جائی گی

پھر ہمارے آقا سرور کائنات پر درود بھیج

جب تک بجلیاں شام و یمن میں چمکتی رہیں

اور صبح و شام اللہ کا شکر ادا کر جو ہمیں خیر کی توفیق دیتا. معاف کرتا اور احسان کرتا ہے۔

فہرست مضامین

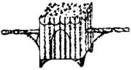

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کا مکتوب گرامی

صحبت کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

ایک صاحب کا حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ سے سوال اور حضرت کا جواب

عنایت فرمائیم سلمہ بعد سلام مسنون عنایت نامہ کئی دن ہوئے پہونچا تھا مشغولی کیوجہ سے جواب میں تاخیر ہوئی پھر یہ کہ ایک کتاب میں غلطی سے رہ گیا تھا میں تلاش کرتا رہا اسوقت ملا۔

سب سے اول تو یہ ہے کہ بندہ مسائل کا جواب نہیں لکھا کرتا مسائل مفتی صاحب مدرسہ سے دریافت کریں اسکے بعد مستفسران کے متعلق عرض ہے

(۱) اول وطی کرنے سے پہلے اہلیہ سے ملاعبت مسنون ہے کہ غمز (دبانا) لمس و تقبیل وغیرہ سے اسکی شہوت کو ابھارے طبعًا بھی یہ ضروری ہے اسلئے کہ عورت کو مزاج کی برودت کیوجہ سے انزال دیر میں ہوتا ہے اسلئے اسکی شہوت ابھر کر انزال جلد ہو گا جو شرعی و طبی مصالح کے موافق ہے۔

(۲) جماع سے قبل

بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطن وجنب الشیطان مارزقتنا

کا پڑھنا

(۳) میاں بیوی سے دونوں کو بالکل ننگا نہ ہونا چاہئے بقدر ضرورت ہی ننگا ہونا چاہئے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں

مارائیت منہ ولا راہ منی اوکما قال

(۴) بے حیائی کا مظاہرہ نہ ہونا چاہئے۔

قالت عائشۃ رضی اللہ عنہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتٰی اھلہ غطی الی

یہ بھی آداب میں سے ہے کہ

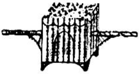

لا یجامع بحیث یراھما احد اویسمع حسھما ولایقبلھا ولا یباشرھا عند احد

(۵) میاں بیوی کے درمیان اسوقت جو قول و فعل ہو اسکو کسی سے نقل نہ کریں۔

(۶) مستقبل قبلہ نہ ہونا چاہئے۔

(۷) وطی کے درمیان بات چیت زیادہ نہ ہونی چاہئے ایک حدیث میں وارد ہوا ہے

لاتکثرو الکلام بمجامعة النساء فان منه یکون الخرسوم والفافا (گونگا پن)

(۸) یہ بھی آداب میں سے ہے کہ اگر مرد کو انزال پہلے ہو جائے اور عورت فارغ نہ ہو تو عورت کی فراغت تک مشغول رہنا چاہئے نمبر اول پر جتنا عمل کریگا یہ اتنا ہی آسان ہو جائیگا۔

(۹) فراغت کے بعد عضو مخصوص کو کپڑے سے خوب خشک کر لینا چاہئے یہ عورت کے ذمہ ہے کہ وہ پہلے کپڑے کا خود انتظام کرے۔

قالت عائشة رضی الله عنها ینبغی للمراة اذاکانت عاقلةً ان تتخذ خرقةً فاذا جامعهازوجها ناولته فمسح عنه ثم تمسح عنها

(۱۰) دسویں یہ ضروری ہے کہ اگر دوبارہ صحبت کرنیکاارادہ ہو تو عضو مخصوص کو پاک کر لینا ضروری ہے ناپاک سے صحبت کو ناجائز بتاتے ہیں صحبت کے وقت نشست کا کوئی خاص طریقہ بندہ کی نظر سے نہیں گزرا البتہ

(اذا قعد بین شعبها الاربع والزق الختان الختان)
والی حدیث سے بندہ کے خیال میں مستنبط ہوتا ہے کہ عورت کو سامنے چت لٹا کر دونوں ٹانگیں نیم کھڑی کر کے اسکے بالمقابل بیٹھ کر صحبت کرے واللہ اعلم بندہ کے خیال میں یہ صورت اولیٰ ہے لیکن ضروری نہیں۔ ابو داؤد کی حدیث

وکان هذا الحی من قریش ویتلذذون منهن مقبلات مستدبرات مستلقیات

سے ہر نوع کا رواج صحابہ میں معلوم ہوتا ہے۔

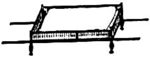

خاتمہ بالخیر

اس رسالہ میں ارادہ تو بہت کچھ لکھنے کا تھا مثلاً زناء کو ہلکا سمجھنے والی کفار قوموں کی معاشرت سے متاثر مسلمانوں کا ایک سے زیادہ شادیوں کو برا سمجھنے کی مذمت حقوق زوجین آداب معاشرت و دیگر متعلقہ مسائل طبی تدابیر وغیرہ اور گذشتہ دور اور آج کل کے بھی عوام و خواص دین داروں کی شادیوں کے قصے جن سے معلوم ہو کہ دین کا یہ کام دینی طریقوں پر نہایت آسان اور بابرکت ہے اور دنیاداری کے طریقوں پر ایک مصیبت اور لعنت بنا ہوا ہے۔ لیکن آج جبکہ شب جمعۃ المبارک ۱۵ شعبان ہے خیال آیا کہ آج کی رات آئندہ سال ہونے والے تمام واقعات کی فہرست لوح محفوظ سے نقل ہو کر متعلقہ فرشتوں کے حوالے کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ ہماری سیئات سے درگزر فرما کر ہمارے لئے اور امت کے لئے خیر و عافیت اور ہدایت کے فیصلے فرمادیں اور اس سال مرنے والوں کی فہرست بھی حضرت عزرائیل علیہ السلام کے حوالے کر دی جاتی ہے اگر میرا نام بھی اس فہرست میں ہو اور میں اپنے گھر چل دوں تو یہ لکھے ہوئے اوراق ضائع ہونے کا خطرہ ہے اس لئے فی الحال اتنے ہی پر رسالہ کو ختم کر دیا اگر آئندہ توفیق ملی تو باقی مضامین بطور ضمیمہ اگلی اشاعت میں شامل ہو جائیں گے نافع ہو کر اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس رسالہ کو صدقہ جاریہ بنائے اور قبول فرمائے اور امت کے لئے نافع بنا کر اپنی رضا کا ذریعہ بنائے۔ اور اللہ کرے یہ رسالہ میرے حسن خاتمہ کی نیک فال ہو۔ آمین

رَبِّ كَم مِنْ نِعْمَةٍ اَنْعَمْتَهَا عَلَيَّ قَلَّ لَكَ عِنْدَهَا شُكْرِي وَكَم مِن بَلِيَّةٍ ابْتَلَيْتَنِيْ بِهَا قَلَّ لَكَ عِنْدَهَا صَبْرِي فَيَامَن قَلَّ عِندَ نِعْمَتِهٖ شُكْرِي فَلَمْ يَحرِمْنِي وَيَامَن قَلَّ عِندَ بَلِيَّتِهٖ صَبْرِيْ فَلَم يُخْزِلْنِي وَيَامَنْ رَاٰنِيْ عَلى الْخَطَايَا مافَلَمْ يُفْضِحْنِي وَيَاذَ الْمَعرُوفِ الَّذِى لَا يَنْقَضِيْ اَبَدًا وَيَاذَالنَّعمَآءِ الَّتِى لَا تُحصٰى اَبَدًا اَسْئَلُكَ اَن تُصَلِّيَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آل سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

ترجمہ:۔ اے میرے رب بہتیری نعمتیں ہیں جو تو نے مجھ پر فرمائیں اور کم ہوا ان پر میرا شکر اور

بہتیری آزمائشیں ہیں جن میں تو نے مجھے مبتلا فرمایا اور کم ہوا ان پر صبر میرا پس اے وہ ذات کہ کم ہوا اس کی نعمت کے وقت شکر میرا کہ اس نے مجھے محروم نہ کیا اور اے وہ ذات کہ کم ہوا اس کے ابتلا کے وقت صبر میرا تو ساتھ نہ چھوڑا اور اے وہ ذات جس نے مجھے دیکھا غلطیوں پر تو مجھے فضیحت نہ کیا اچھے احسان والے جو کبھی ختم نہ ہو اور ایسے انعام والے جن کا کبھی شمار نہ ہو سکے میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ رحمت نازل فرما سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل سیدنا محمد پر اور تیرے ہی برتے پر دفاع کرتا ہوں دشمنوں اور زور آوروں کے مقابلہ میں۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا. وَصلى الله تعالٰى على خير خلقه سيدِنا مَولانا محمدٍ واٰله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين

محمد اقبال
مسجد نبوی علی صاحبہ الف الف صلوٰۃ وسلام
مدینہ منورہ۔ مورخہ ۱۵ شعبان ۱۴۱۱

ناشر
مکتبہ حضرت شاہ زبیرؒ
جامع مسجد ابرار و خانقاہ اقبالیہ جلیلیہ
موبائل: ۰۳۰۰-۹۲۲۵۵۳۳